﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد ۹ | جمعۃ المبارک یکم رنومبر ۲۰۰۲ء | ۲۵رشعبان ۱۴۲۳ہجری قمری ۞ یکم نبوت ۱۳۸۱ہجری شمسی | شمارہ ۴۴

روزہ کی اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا"۔(بخاری کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو چاہتا ہے خداتعالیٰ کو پاوے اسے چاہئے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لئے تیار ہو جاوے۔

"یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور اُن تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔
یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے اس کے بغیر ایمان، ایمان کامل ہوتا ہی نہیں۔ اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلا ملتی ہی نہیں ہے۔ دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے کہ دنیاوی آسائشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے قسم قسم کی مشکلات اور رنج و تعب اٹھانے پڑتے ہیں۔ طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جاکر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خداتعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر خداتعالیٰ جیسی نعمت عظمیٰ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں یہ بدوں امتحان کیسے میسر آسکے۔

پس جو چاہتا ہے خداتعالیٰ کو پاوے اسے چاہئے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لئے تیار ہو جاوے۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے جیسا کہ اِس وقت اُس نے اِس سلسلہ کو قائم کیا ہے تو جو لوگ اس میں اوّلاً داخل ہوتے ہیں ان کو قسم قسم کی تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں۔ ہر طرف سے گالیاں اور دھمکیاں سننی پڑتی ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ یہاں تک کہ اُن کو کہا جاتا ہے کہ ہم تم کو یہاں سے نکال دیں گے یا اگر ملازم ہے تو اس کے موقوف کرانے کے منصوبے ہوتے ہیں۔ جس طرح ممکن ہوتا ہے تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو جان لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ ایسے وقت میں جو لوگ ان دھمکیوں کی پروا کرتے ہیں اور امتحان کے ڈر سے کمزوری ظاہر کرتے ہیں یاد رکھو خداتعالیٰ کے نزدیک ان کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے کیونکہ وہ ابتلا کے وقت خداتعالیٰ سے نہیں انسان سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دھمکی کو اس کے مقابلہ میں وقعت دیتا اور ایمان چھوڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صالحین میں داخل ہونے سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ خلاصہ اور مفہوم ہے اس آیت کا ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتْنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ﴾(العنکبوت:۱۱)۔

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل اٹھانے کے لئے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتی۔ تم نے اس وقت خداتعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ تم کو ستایا جاتا ہے، گالیاں سننی پڑتی ہیں، قوم اور برادری سے خارج کرنے کی دھمکیاں ملتی ہیں۔ جو جو تکالیف مخالفوں کے خیال میں آسکتی ہیں اس کے دینے کا وہ موقعہ ہاتھ سے نہیں دیتے۔ لیکن اگر تم نے ان تکالیف اور مشکلات اور ان موذیوں کو خدا نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ کو خدا مانا ہے تو ان تکالیف کو برداشت کرنے پر آمادہ رہو۔ اور ہر ابتلا اور امتحان میں پورے اترنے کے لئے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق اور مدد چاہو تو مَیں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ تم صالحین میں داخل ہو کر خداتعالیٰ جیسی عظیم الشان نعمت کو پاؤ گے اور ان تمام مشکلات پر فتح پاکر دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے۔

صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو تو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اُس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اُس کو قسم قسم کے لالچ دئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی، ان کو ہیچ سمجھا یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خداتعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خداتعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے کہ "شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ"۔ کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جاکر شہید ہوں گے۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ یہ خداتعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہو گیا"۔(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۶)

قیامت کے روز مومنوں کا نور ان کے آگے بھی تیزی سے چلے گا اور ان کے دائیں بھی اور وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کردے اور بخش دے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۲ء)

(لندن ۱۸/اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ التحریم کی آیت ۹ کے حوالہ سے بتایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی طرف خالص توبہ کرتے ہوئے جھکے ان سے اللہ تعالیٰ ان کی برائیاں دور کردے گا اور ایسی جنتوں میں انہیں داخل فرمائے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ان کا نور ان کے آگے بھی تیزی سے چلے گا اور ان کے دائیں بھی اور وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل وعاجل شفایابی اور صحت وتندرستی کے لئے دردمندانہ دعاؤں، صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں

(لندن ۔ ۲۶ر اکتوبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق ایم ٹی اے پر اعلانات اور امراء ممالک کے نام سرکلرز کے ذریعہ احباب جماعت کو تازہ اطلاعات پہنچائی جاتی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ احباب جماعت دلی محبت اور اخلاص کے ساتھ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کی کامل وعاجل شفایابی اور صحت وسلامتی والی فعال لمبی زندگی کے لئے اور آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ میں عظیم الشان کامیابیوں کے لئے درد دل سے دعاؤں میں مصروف ہوں گے۔

رپورٹ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجیو پلاسٹی کے بعد سے متعلقہ عوارض میں کافی حد تک بہتری کا رجحان ہے۔ تاہم ڈاکٹر صاحبان کی رائے میں دل کی تکلیف کے ساتھ حضور انور کو بنیادی طور پر جسم کے بعض حصوں میں خون پہنچانے والی نالی میں تنگی کے آثار کا ظاہر ہونا بھی ہے جس کے لئے Vascular Neurologist معائنہ کے بعد یہ فیصلہ کریں گے کہ یہ علاج ادویات کے ذریعہ سے ہی جاری رہے یا خون کی نالی کو کھولنے کے لئے آپریشن کی ضرورت ہوگی۔ اس سلسلہ میں ۲۹ر اکتوبر کو ڈاکٹر صاحب معائنہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

اعصابی کمزوری کی وجہ سے بعض اوقات ٹانگوں میں زیادہ کمزوری ظاہر ہونے لگتی ہے جس وجہ سے طبیعت میں بے چینی کی کیفیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس تکلیف کے لئے کچھ نئی ادویہ شروع کروائی ہیں۔ بلڈ پریشر، شوگر اور دل کی عمومی کیفیت کے بارہ میں ڈاکٹری رپورٹ تسلّی بخش ہے۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی کے لئے دردمندانہ دعاؤں، نوافل اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھیں۔ مولا کریم اپنے فضل خاص سے تمام عوارض کو کلیۃً دور فرمائے اور اعجازی رنگ میں حضور ایدہ اللہ کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ! اَذْھِبِ الْبَأْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ.
لَاشِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُ کَ . شِفَآءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سب شفا ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ ہر ایک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے۔ جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطباء اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی۔ بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اُس کے ہاتھ میں سب شفا ہے۔

سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس والے ایک ضعیف آدمی ہیں۔ ان کو مرض ذیابیطس بھی ہے۔ اور ساتھ ہی کاربنکل نہایت خوفناک شکل میں نمودار ہوا اور پھر عمر بھی بڑھاپے کی ہے۔ ڈاکٹروں نے نہایت گھبرا چیرہ دیا اور ان کی حالت نہایت خطرناک ہو گئی یہاں تک کہ ان کی نسبت خطرہ کے اظہار کے خطوط آنے لگے۔ تب میں نے ان کے واسطے بہت دعا کی تو ایک روز اچانک ظہر کے وقت الہام ہوا "آثار زندگی"۔ اس الہام کے بعد تھوڑی دیر میں مدراس سے تار آیا کہ اب سیٹھ صاحب موصوف کی حالت رُو بصحت ہے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۹)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

".....اب رمضان آنے والا ہے، اپنی راتوں کو ایسے اسیران راہ مولا کے لئے گریہ وزاری کے ساتھ ایک واویلے میں تبدیل کر دیں۔ شور مچا دیں، ایسا شور آپ کے دل سے اٹھے کہ اس شور سے ناممکن ہے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں نہ آئے۔ میں امید تو یہ رکھتا ہوں کہ وہ تقدیر حرکت میں آ رہی ہے، آچکی ہے، مگر جس نہج پہ چل رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بدبختوں کی پکڑ کا وقت آگیا ہے۔ جنہوں نے اس طرح معصوموں کے گھر برباد کئے ہیں، ان کی زندگیاں برباد کرنے کی کوشش کی ہے، ان کی زندگیاں لازماً برباد کی جائیں گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چین کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوں اور جتنا ان کا موت کا وقت قریب آئے گا اتنا ہی زیادہ ان کے دل میں آگ لگتی چلی جائے گی اور بھڑکتی چلی جائے گی"۔

(خطبہ جمعہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۸ء)

میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

اے مرے مولا مرے مالک اے میرے کردگار
اے کہ تیری رحمتیں ہم پر ہیں بیحد و شمار
اے مرے ہادی مرے شافی مرے آمرزگار
اے مرے پیارے نہیں ہوتا ہے اب اور انتظار
اب تو دل خوں ہوگئے آنکھیں ہیں ہر دم اشکبار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

رحم کر ہم پر خطائیں بخش دے مولا کریم
اپنے بندوں پر نظر رحمت کی کر ربّ الرّحیم
دل ہمارے ہوگئے ہیں شدّتِ غم سے دو نیم
ختم کر دورِ خزاں اب پھر چلا بادِ نسیم
شافیٔ مطلق مرے مولا مری سن لے پکار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

ہم ترے ناچیز بندے ہیں ہمارا تُو ہے ربّ
تیرے ہی در پر گرے ہیں ہم تو مولا روز و شب
تو نے فرمایا "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ" ہے جب
اپنے ان ناچیز بندوں کی دعائیں سن لے اب
چُھٹ چلا ہے ہاتھ سے اب دامنِ صبر و قرار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

وہ کہ جس نے رات دن اسلام کی تبلیغ کی
زندگی جس کی سراسر خدمتِ دیں میں کٹی
جس نے دینِ حق کی خاطر جان کی پرواہ نہ کی
خدمتِ قرآن میں جس نے گزاری زندگی
اس کی بیماری نے کر رکھا ہے ہم کو بیقرار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

(آفتاب احمد بسمل۔ امریکہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ہمیں بخش دے۔

حضور ایدہ اللہ نے مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث بھی پیش کی جس میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز مَیں اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان سے بھی پہچان لوں گا۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپؐ کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں انہیں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دئے جائیں گے۔

نیز مَیں انہیں سجدوں کے نتیجہ میں ان کے چہروں پر ظاہر ہونے والے نشانات سے پہچانوں گا۔ نیز مَیں ان کے نور سے پہچانوں گا جو ان کے آگے آگے چل رہا ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی پڑھ کر سنایا جس میں حضور علیہ السلام نے "رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا" کی دعا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ترقیات غیر متناہیہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا۔ پھر دوسرا کمال نظر آئے گا، اس کو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے تو اس دوسرے کمال کی خواہش کریں گے۔

❋❋❋..............❋❋❋

ماہِ رمضان کے فضائل اور برکات

(مرتبہ: ظہور احمد بشیر۔ لندن)

جس طرح ظاہری موسموں میں ایک بہار کا موسم ہے اسی طرح روحانی کائنات کا موسم بہار ماہ رمضان ہے۔ کتنے ہی خوش قسمت ہیں ہم جن کی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر یہ روحانی بہار عود کر آئی ہے۔ ورنہ کتنے ہی ایسے تھے جو اس بہار سے پہلے ہی ہم سے جدا ہوگئے۔ پس ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ یہ دن دوبارہ ہماری زندگیوں میں آنے والے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک موقعہ پر اس کی آمد کی خبر یوں دی کہ:

"سنو سنو تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے۔ یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیئے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک رات ایسی مبارک ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی برکات سے محروم رہا تو سمجھو کہ وہ نامراد رہا"۔ (نسائی کتاب الصوم)

رمضان ایسا پیارا مہینہ ہے جس کے استقبال کے لئے آسمان پر بھی تیاریاں ہوتی ہیں اور جنت سجائی جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"ماہ رمضان کے استقبال کے لئے یقیناً سارا سال جنت سجائی جاتی ہے۔ اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے"۔

(بیہقی شعب الایمان)

اسی لئے آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

"رمضان کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے گیارہ ماہ چھوڑ دیئے ہیں جن میں تم کھاتے ہو اور پیتے ہو اور ہر قسم کی لذات حاصل کرتے ہو مگر اس نے اپنے لئے ایک مہینہ کو خاص کر لیا ہے"۔ (مجمع الزوائد)

رمضان المبارک کو "سَیِّدُ الشُّھُور" یعنی تمام مہینوں کا سردار بھی کہا گیا ہے۔ یہ مہینہ بے شمار برکات کا مہینہ ہے۔ چودہ سو برس سے ہزاروں لاکھوں صلحاء و ابرار ان برکات کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں اور آج بھی ان برکات سے بہرہ اندوز ہونے والے بزرگ بکثرت موجود ہیں۔ ان ایام میں مخلص روزہ داروں کو روحانی کیف سے نوازا جاتا ہے، ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ ان پر انوار کے دروازے کھلتے ہیں۔ انہیں معارف سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ وہ کشف، رویا اور الہام کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں خدا کی لقا نصیب ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان گزر جائیں، کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں، کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے۔ لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اور وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے، وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے، وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے، وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔ یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾۔ جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں کہ مَیں انہیں کس طرح مل سکتا ہوں تو تُو انہیں کہہ دے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا اور اس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے۔ اس کلام کے ذریعہ جو حبل اللہ ہے، جو خدا کا وہ رسہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں۔ اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسہ پر چڑھ کر خدا تک پہنچ جائیں"۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت ۱۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳، ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء، صفحہ ۵)

رمضان میں آنحضور ﷺ کی عبادت

☆...... حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ:

"رمضان میں تو آپؐ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے"۔

☆...... آنحضورؐ کی اس عبادت کی کیفیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپ کا سینہ خدا کے حضور گریاں و بریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے ابلنے سے آواز پیدا ہوتی ہے"۔

(شمائل ترمذی)

☆...... حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آنحضورؐ رمضان المبارک میں رات کو کیسے عبادت فرماتے تھے۔ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ " وَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَ طُوْلِھِنَّ" اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اورادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ (یعنی کل گیارہ رکعات)۔

(بخاری کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

لقاءِ الٰہی
رمضان کا سب سے اعلیٰ پھل

روزہ رکھنے والے کو روزہ کی جزاء میں خدا ملتا ہے۔ لقاء الٰہی اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص طور پر میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں"۔

(ترمذی۔ ابواب الصوم)

اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ:

"روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جو وہ روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کرے گا"۔

(بخاری کتاب الصوم)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان المبارک کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جو رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے رسول! یعنی رسول کا نام تو نہیں مگر مخاطب آنحضورؐ ہی ہیں۔ ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ﴾ جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں، ﴿عَنِّیْ﴾ میرے بارے میں، ﴿فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ تو میں قریب ہوں۔ اس دعا میں جس کی طرف اشارہ ہے یہاں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا کوئی حوالہ نہیں۔ ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ﴾ یعنی جب میرے بندے مجھے ڈھونڈتے پھریں، مجھے چاہتے ہوں اور تجھ سے پوچھیں کیسے ہم اپنے رب کو پالیں تو اس وقت یہ نہیں فرمایا فَقُلْ اِنِّیْ قَرِیْبٌ تُو ان سے کہہ دے اِنَّ اللّٰہَ قَرِیْبٌ۔ کہ اللہ قریب ہے یا میں قریب ہوں۔ فوری جواب ہے ﴿ فَاِنِّیْ قَرِیْب﴾۔ قریب والا بعض دفعہ دوسرے کا حوالہ بھی نہیں دیتا، کسی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس کو بتا دو کہ میں قریب ہوں۔ تو اس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔ اگر واقعۃً کوئی اللہ کو چاہتا ہے تو اے رسولؐ جب بھی وہ تجھ سے پوچھے گا میں اس کو سن رہا ہونگا۔ مجھے بتانے کے لئے اس وقت تیرے حوالے کی ضرورت نہیں۔ ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ میں تو ساتھ کھڑا ہوں، رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ لیکن ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾۔ میں پکارنے والے کی دعوت کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ یعنی میرا شوق رکھتا ہو، دنیا طلبی کی خاطر نہ میں یاد آؤں۔ یہ عجیب منظر ایک کھینچا گیا ہے ﴿اِذَا دَعَانِ﴾۔ جس کا رمضان میں آپ کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملے گا، بہت ہی دل کش منظر ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے زندگیاں وقف کر دیں، جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرے، اللہ اللہ پکارتے پھرے اور پھر بھی ان کو اللہ نہیں ملا۔ کئی لوگ ہیں جو بعض دفعہ بے اختیار ہو کر اللہ کہتے ہیں تو اللہ ان کو مل جاتا ہے۔ اس مضمون کا فرق کیا ہے۔ یہ فرق اب یہاں بیان کیا جائے گا۔

﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ﴾ ان پکارنے والوں کا فرض ہے کہ میری بات بھی تو مانا کریں۔ مجھے اس طرح نہ پکاریں جیسے نوکروں کو پکارا جاتا ہے۔ جب ضرورت پیش آئے آواز دو وہ کہے گا حاضر سائیں!۔ ایسے بندے جو میری باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں جو میری باتوں کے اوپر عمل کرتے ہیں وہ پہلے میرے بندے بنتے ہیں پھر جب وہ پکاریں گے تو ان کو جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی جہاں بھی پکاریں گے ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ میں ان کے پاس ہونگا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍دسمبر ۱۹۹۷ء)

روزہ۔ ملائکہ کی دعاؤں اور استغفار کے حصول کا ذریعہ

☆...... حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک

کرتے ہیں"۔(کنزالعمال۔کتاب الصوم)

☆......ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ:
"فرشتے روزہ دار کے لئے دن رات استغفار کرتے ہیں"۔(مجمع الزوائد)

گناہ سے پاک ہونے کا بہترین موقع

☆......حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا"۔
(نسائی ، کتاب الصوم)

☆......"آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں روزہ گناہوں کو یکسر مٹا دیتا ہے۔ نذر بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ نذر بن شیبانؒ کہتے ہیں میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے کہا تھا۔ یہ کیا خیال آیا ان کو، معلوم ہوتا ہے کوئی یہ روایت عام ہوئی ہوگی اور اس کا چرچا انہوں نے سنا ہوگا اور وہ چاہتے ہونگے کہ میں ان کی زبان سے خود سن لوں۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہا ہاں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنے تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا پس جو کوئی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو"۔

روزہ۔جنت کے حصول کا ذریعہ

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:
"یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے"۔

☆......اسی طرح آپ ﷺ فرماتے ہیں:
"رمضان المبارک کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا۔ ممکن ہے تو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے"۔(مجمع الزوائد)

☆......حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اگر بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضاء و رغبت سے رکھے پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو وہ حساب کے دن اس کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا"۔(الترغیب والترھیب)

☆......حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپؐ نے فرمایا: "روزہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس کا کوئی مثل اور بدل نہیں"۔
(الترغیب و الترھیب، نسائی۔کتاب الصوم)

روزہ۔آگ سے بچاؤ کا ذریعہ

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:
"جو بندہ خدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے آگ دور کر دیتا ہے"۔(صحیح مسلم و ابن ماجہ)
ایک اور روایت میں ہے کہ خدا کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھنے والے سے جہنم سو سال دور کر دی جاتی ہے۔(نسائی۔کتاب الصوم)
ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: "روزہ آگ سے بچانے کے لئے ایک ڈھال ہے"۔
(ترمذی ، ابواب الصوم)

عبادتوں کے گر سکھانے والا مہینہ

حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کو عبادت کے لحاظ سے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا: یعنی جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رات کو اٹھ کر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔(سنن نسائی کتاب الصیام، باب ثواب من قام رمضان و صامہ ایمانا و احتسابا)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں:
"پس رمضان مبارک نے آپ کو عبادت کے گر سکھادئے ہیں۔ اگر آپ نے خود نہیں سیکھے تو سیکھنے والوں کو دیکھا ضرور ہے۔ کوئی مسلمان گھر شاذ ہی ایسا ہو جہاں کوئی بھی عبادت نہ کی جا رہی ہو رمضان میں، جہاں کوئی بھی روزہ رکھنے والا نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ بعید نہیں کہ آج اس جمعۃ الوداع میں بھی حاضر نہ ہوئے ہوں۔ اس لئے ان تک نہ تو میری آواز پہنچے گی نہ وہ میرے مخاطب ہیں۔ میں ان سے بات کر رہا ہوں جن کے سینے میں کچھ ایمان کی رمق ضرور ہے اور خدا تعالیٰ نے ایمان کی اس رمق کو ہمیشہ پیار کی نظر سے دیکھا ہے۔ ایک چنگاری تو روشن ہے، ایک امید تو ہے۔ پس میں ان سے مخاطب ہوں جن کے سینے میں یہ امید کی چنگاری روشن ہے۔ ابھی تک اگر راکھ تلے دب بھی گئی ہے تو اندر یہ کوئلہ ابھی جل رہا ہے اور زندہ ہے۔

پس اس پہلو سے آپ کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ رمضان کی یہ برکتیں جو لوگوں نے جو دن کو عبادات کرتے تھے راتوں کو نہیں اٹھا کرتے تھے ان برکتوں نے انہیں راتوں کو اٹھنا بھی سکھا دیا۔ انہیں خدا کے حضور وہ اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق بخشی جو عام دنوں میں نصیب نہیں تھی۔ رمضان نے گناہوں سے بچنے کی ایک بہت بڑی توفیق عطا فرمائی جو وقت کے لحاظ سے مشروط ہی سہی مگر توفیق ضرور ملی۔ وہ لوگ جو اپنی بدعادتوں کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے یا چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ایک محدود وقت کے لئے جو سحری سے لے کر افطار تک چلتا ہے مجبور ہوتے ہیں، ان باتوں سے رکے رہتے ہیں تو رمضان نے سہارا دیا ہے، رمضان نے آپ کو نیکی کے کاموں پہ چلنے کے لئے وہ سوٹا مہیا کر دیا جس کی ٹیک لگا کر آپ رفتہ رفتہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اسے چھوڑنہ دیں بالکل۔ لولوں لنگڑوں کی طرح پھر وہیں نہ بیٹھ رہیں جہاں بیٹھتے ہوئے اپنی عمر ضائع کی"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۱۹۹۷ء)

رزق میں فراخی کا مہینہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے "رمضان المبارک" کے ذکر میں فرمایا:
یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔

روزہ سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں"۔
پس رمضان کے مہینے میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اسلئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل نفس کی فربہی بھی ہوسکتی ہے۔ اسلئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں "تزکیۂ نفس ہوتا ہے" جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہونگے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہوگا۔"اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں" یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/جنوری ۱۹۹۶ء)

تہجد، رمضان کی اصل برکت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:
"پس رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی تہجد کی نمازیں کہنا چاہئے خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہی اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان ساتھ شامل نہ کرلے۔ اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنالیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آجائیں یہ رمضان کی روح کے منافی ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور امید ہے کہ اس کو اب رواج دیا جائے گا بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/جنوری ۱۹۹۶ء)

روزہ رکھنے کی تڑپ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:
"پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر درد دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ واقعۃً تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے درد دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ .... جبکہ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں"۔
"جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روز رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہیں رکھے گا"۔
(خجمعہ فرمودہ ۲۶/جنوری ۱۹۹۶ء)

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہو اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفّل ہے وہ صرف اسلام ہے۔

جو صبر کرتا اور بردباری کانمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتاہے جس سے اس کی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہوجاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتاہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۷ر ستمبر ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۷ر تبوک ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾۔

(سورۃ الصف:۹)

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہو اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے وہ صرف اسلام ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: 'بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد'“۔

لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالیٰ کے اس سلسلہ کی قدر نہیں کی بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ نور نہ چمکے۔ یہ اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے۔﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾۔

(ملفوظات جلد دوم (طبع جدید) صفحہ ۱۳۱۔۱۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کیا تمہیں اس خدا سے کچھ بھی شرم نہیں آتی جس نے تمہاری تیرھویں صدی کے غم اور صدمے دیکھ کر چودھویں صدی کے آتے ہی تمہاری تائید کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے عین وقت میں پورے ہوتے؟ بتلاؤ کہ ان سب نشانوں کو دیکھ کر پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کس چیز نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی؟ اے کج دل قوم خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو۔ خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لئے تیار ہو۔ دیکھو یہ کیسا وقت ہے، کیسی ضرورتیں ہیں جو اسلام کو پیش آ گئیں۔ کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بیخبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہیں۔ اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۳۶۔۴۳۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں ہی مسیح ہوں اور برکات میں چلتا پھرتا ہوں اور ہر روز برکات اور نشانات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور نور میرے دروازے پر چمکتا ہے اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور یہ زمانہ اب قریب ہی ہے اور خدائے قادر سے یہ بات عجیب نہیں“۔

(ترجمہ از مرتب، مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۰۹۔۳۱۰)

عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اور میرا خدا جانتا ہے کہ شریر اور مفتری کون ہے اور کون وہ ہے جو اس کے نزدیک نیک اور پاک ہے۔ کیا تو اس نُور کو بجھانا چاہتا ہے جس کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ دونوں جہانوں میں بدبختی تیرا مقدر ہے اور نُور (تو بہرحال) ظاہر ہو کر رہے گا۔ تم ہماری ذلّت چاہتے ہو اور ہم تمہاری ذلّت۔ اور نافذ ہونے والا حکم اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ عنقریب فیصلہ کر دے گا۔ پس ایسی بحث کو چھوڑ دے جس میں جھوٹ ہے۔ اور نُورِ دل کے ساتھ ہماری باتوں میں غور کر۔ دنیا میں بزرگی ہمیں دی گئی ہے جبکہ تُو ذلّت میں ہے۔ اور ہر ایک راستباز انجامکار غالب کیا جاتا ہے۔ (اعجاز احمدی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن مَیں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ان پر افسوس کرتا ہوں، کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومائیگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں، کفر کے فتوے لگائیں، جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افتراء اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ مَیں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں۔ کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے“۔ (ملفوظات جلد دوم طبع جدید صفحہ ۱۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

”یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں“۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۲)

اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپ کو عربی زبان میں ایک الہام ہوا جس کا اردو ترجمہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ کے الفاظ میں یوں ہے۔ ”دشمن ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھادیں۔ وہ تیری آبروریزی کرنا چاہیں گے مگر مَیں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں گا“۔

(تذکرہ صفحہ ۴۳۶ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

❀❀❀.........❀❀.........❀❀❀

خطبہ جمعہ

خدا کی خاطر خدا کی عبادتوں کی توفیق مانگنے کے لئے سب سے عظیم مہینہ رمضان کا مہینہ ہے

رمضان بعینہٖ ایک ہی تاریخ کو ہر جگہ نہ شروع ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ جس پر یہ مہینہ طلوع ہو گا اسی کو روزے رکھنے ہیں۔

کیا مشینی ذرائع سے چاند کا علم پانا ﴿مَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ کے تابع ہو گا یا نہیں۔

معمول سے ہٹ کر لمبے یا چھوٹے دنوں والے علاقوں میں روزوں کے اوقات کیسے مقرر کئے جائیں۔

﴿مَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ کی نہایت پر حکمت تفسیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹؍جنوری ۱۹۹۶ء مطابق ۱۹؍صلح ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ. وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَ لِتُکَبِّرُوْا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ. وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ. اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۸۶، ۱۸۷)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ البقرہ کی ۱۸۶، ۱۸۷ آیات ہیں۔ ان میں رمضان مبارک کا ذکر ہے اور اس کے مختلف فوائد اس رنگ میں بیان فرمائے گئے ہیں کہ پڑھنے والا بیساختہ رمضان مبارک کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ آغاز ان آیات کا اس عنوان سے ہے ﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے 'جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا' یا 'جس میں قرآن اتارا گیا'۔ اب 'جس میں قرآن اتارا گیا' کا جو پہلا معنی عموماً کیا جاتا ہے اس سے چونکہ بعض دلوں میں سوال اٹھتے ہیں اس لئے بعض لوگوں نے دوسرے معنوں کو ترجیح دی ہے کہ 'جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا'۔

پہلے معنی کی رو سے یہ مطلب بنتا ہے کہ رمضان مبارک ہی میں قرآن اتارا گیا اور وہ لوگ جو جانتے ہیں احادیث کے مطالعہ سے یا سن کر بھی کہ قرآن کریم تو سارا سال اتارا گیا ہے اور ایک رمضان اور دوسرے رمضان کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہو جایا کرتی تھی بلکہ ہمیشہ جاری رہتی تھی ان کے لئے یہ دقت ہے کہ 'رمضان میں اتارا گیا' ترجمہ کیسے کریں۔

چونکہ ایک معنی ﴿فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ کا یہ بھی بنتا ہے 'اس کے بارے میں' تو انہوں نے اس ترجمہ کو ترجیح دی۔ اور اس ترجمے پر بھی بعض سوال اٹھتے ہیں کہ کیا قرآن کریم رمضان کے سوا اور مضمون پر بحث نہیں کرتا۔ کیا تمام تر رمضان ہی کی باتیں ہو رہی ہیں۔

اگر ذرا غور سے ان دونوں پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو دونوں بالکل درست ہیں اور اعتراض بے محل ہیں۔ چنانچہ بہت سے وہ علماء جنہوں نے پہلے ترجمہ پر زور دیا ﴿فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ 'اس مہینے میں قرآن اتارا گیا'۔ وہ یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ اول قرآن کا آغاز رمضان المبارک سے ہوا ہے۔ نمبر دو: یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جبرائیل اترا کرتے تھے، روزانہ اترتے تھے اور روزانہ اس وقت تک کا قرآن جو نازل ہو چکا تھا اس کی دہرائی کرواتے تھے۔ تو لفظاً یہ ترجمہ بھی درست ہے کہ پورا قرآن اس ایک مہینہ میں اتارا گیا کیونکہ اور کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں اس طرح وہ قرآن کا حصہ جو نازل ہو چکا تھا اس کی دہرائی کی جاتی تھی یہاں تک کہ جب مکمل ہو گیا تو آخری رمضان میں بلاشبہ پورے کا پورا قرآن ایک ہی مہینے میں دہرایا گیا۔ اور یہ دہرانا چونکہ انسانی ذرائع سے نہیں تھا بلکہ جبرائیل علیہ السلام خود اترتے تھے اللہ کے حکم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن یاد کرواتے تھے، سنتے تھے۔ اب تفصیل تو نہیں آتی کہ جہاں کوئی سہو ہو گئی ہو گی وہاں درستی کرواتے ہوں گے۔ مگر مضمون یہی ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا کہ اپنی زبان کو جلد حرکت نہ دے ہمارا ذمہ ہے کہ ہم تجھے قرآن یاد کروائیں اور اس کی حفاظت کریں اس لئے تجھے بالکل بے فکر ہو جانا چاہئے۔ ناممکن ہے کہ تیری یادداشت کی غلطی کے نتیجے میں قرآن دنیا کے سامنے غلط پیش کیا جائے۔ پھر یہ جو حفاظت فرمائی گئی تھی اس کا یہ بھی ایک طریق تھا۔ اس حفاظت کے وعدے کو اس طرح پورا فرمایا گیا۔ پس اس پہلو سے جب ہم دیکھتے ہیں کہ تراویح میں بہت سی جگہوں پر سارا قرآن دہرایا جاتا ہے تو غالباً اس کی سند یہیں سے ملتی ہے ورنہ کوئی ایسی سند نہیں کہ ضرور قرآن کریم رمضان المبارک میں تہجد یا تراویح کی نماز میں دہرایا جائے۔ قرآن خود دہرائی جانے والی کتاب ہے وہ ایک الگ مضمون ہے وہ تو سال میں بار بار دہرایا جاتا ہے مگر رمضان میں دہرانے کا جو مضمون ہے اس کا تعلق ان احادیث سے ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام خود آپ پر نازل ہو کر آپ پر پورا قرآن جو اس وقت تک اترا ہوتا پڑھتے تھے یعنی گویا کہ قرآن کریم دوبارہ نازل ہوتا تھا۔ اور آپؐ بھی ساتھ اس قرآن کریم کو جو جبرائیل پڑھ کر سناتے تھے دہراتے جاتے تھے۔ پس ایک معنی تو یہ ہے۔

﴿فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ کا جو دوسرا معنی بیان کیا جاتا ہے اور تفسیر کبیر میں بھی آپ ترجمہ دیکھیں گے تو یہی ملے گا کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا تو 'جس کے بارہ میں' کیوں فرمایا گیا۔ رمضان کے علاوہ بھی تو بہت سی باتیں ہیں اور بہت کثرت سے ہیں جو رمضان نہیں کہلاتیں مگر قرآن کریم ان کے متعلق مضامین کھولتا ہے۔ تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تمام تر شریعت، احکامات اور نواہی جس کثرت کے ساتھ اور جس تکمیل کے ساتھ رمضان میں دہرائے جاتے ہیں یعنی ان پر عمل کیا جاتا ہے اور کروایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک پہلو بھی شریعت کا باقی نہیں رہتا جو رمضان میں نہ ادا ہو۔ اس پہلو سے کوئی اور مہینہ ایسا نہیں کہلا سکتا کہ گویا قرآن کریم اس کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ جب 'رمضان کے بارے میں نازل ہوا' پڑھتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ قرآن کریم نے جتنی بھی انسان سے توقعات کی ہیں، جتنے بھی ارشادات فرمائے ہیں، جتنی باتوں سے روکا ہے یا ناپسند فرمایا ہے ان سب کا اس ایک مہینے سے تعلق موجود ہے۔

پس خدا کی خاطر بھوکے رہ جانا اب یہ بھی ایک عبادت کا مضمون ہے لیکن رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں لازماً نہیں ہے۔ خدا کی خاطر اس سختی کا جواب بھی سختی سے نہ دینا جس کا سختی سے جواب دینے کی قرآن بعض حالات میں اجازت بھی دیتا ہے مگر خدا کی خاطر نیکی کو اس کے اعلیٰ درجے پر پہنچ کر ادا کرنا اور ادنیٰ درجے پر بھی ادا کرنا یہ تمام تر مواقع رمضان میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ وہ چیزیں جو جائز ہیں ان سے خدا کی خاطر مزید احتراز اور نوافل پر زور یہ روزمرہ کے عام مہینوں میں دیکھنے میں آتا تو ہے مگر شاذ کے طور پر، اس طرح نہیں کہ پوری قوم مسلسل ان باتوں میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔

پس اس پہلو سے کوئی بھی ایسی نیکی نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہو اور رمضان

میں خصوصیت کے ساتھ اس کو ادا کرنے کے موقع نہ ہوں اور کوئی بھی ایسی بدی نہیں ہے جس سے رکنے کا حکم ہو اور رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ ان بدیوں سے روکنے کی تلقین نہ فرمائی گئی ہو۔ تو گویا اگر رمضان کا مفہوم آپ سمجھ جائیں اور رمضان کو کامیابی سے گزار جائیں تو گویا آپ نے تمام شریعت پر عمل کر لیا۔ تمام قرآن پر عمل کر لیا۔ اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے۔ پس اس پہلو سے وہ ترجمہ بھی بعینہٖ درست ہے کہ گویا قرآن رمضان کے مہینے کے بارے میں اتارا گیا ہے۔

اور جب فرمایا کہ ﴿فِيْهِ الْقُرْآن﴾ تو اس کی تشریح ساتھ ہی فرما دی ﴿هُدًى لِلنَّاسِ﴾ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ لیکن ہدایت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک عام ہدایت، ایک زیادہ روشن اور کھلی کھلی ہدایت۔ عام ہدایت تو ہر مہینے میں ہر روز و شب جاری رہتی ہے مگر رمضان میں یہ ہدایت

> تمام تر شریعت، احکامات اور نواہی جس کثرت کے ساتھ اور جس تکمیل کے ساتھ رمضان میں دہرائے جاتے ہیں یعنی ان پر عمل کیا جاتا ہے اور کروایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک پہلو بھی شریعت کا باقی نہیں رہتا جو رمضان میں نہ ادا ہو۔ اس پہلو سے کوئی اور مہینہ ایسا نہیں کہلا سکتا کہ گویا قرآن کریم اس کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

خوب کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ چنانچہ ﴿هُدًى﴾ کہنے کے بعد فرمایا ﴿هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ صرف اس مہینے میں ہدایت عام ڈگر پر نہیں چلتی بلکہ غیر معمولی طور پر کھل کر اور روشن ہو کر انسان کے سامنے چمک اٹھتی ہے۔ ﴿وَالْفُرْقَانِ﴾ اور فرقان بن جاتی ہے۔ یعنی ایسے دلائل اور ایسے روشن دلائل میں تبدیل ہوتی ہے جو قومی غلبے کی طاقت رکھتے ہیں۔ پس رمضان مبارک کا حق ادا کرتے ہوئے رمضان مبارک سے گزرنا عام روزمرہ کی ہدایت سے بڑھ کر غیر معمولی ہدایت پانا ہے اور مقام فرقان تک پہنچ جانے کے مترادف ہے۔

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ اس عظیم عنوان کے بعد یہ جو اس مضمون سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے پھر فرمایا ہے کہ روزے رکھو اور صاف پتہ چلتا ہے کہ پہلے ذہن اور قلب کو یار کیا جا رہا ہے، کیا ہونے والا ہے؟ کون سا عظیم مہینہ آرہا ہے؟ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ شَهِدَ شہرًا سے مراد یہ ہے جو رمضان کو طلوع ہوتا دیکھے۔ یعنی رمضان کا چاند جس پر طلوع ہوگا وہ روزے رکھے۔

اب رمضان کا مہینہ اصل میں بیک وقت، ہر جگہ اکٹھا طلوع نہیں ہوتا اور یہ بحثیں عام اٹھ رہی ہیں کہ کیوں نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ سب مسلمان بیک وقت روزے رکھیں۔ اور یہ جو جھگڑے چل رہے ہیں آج ان کا رمضان شروع ہو گیا کل ان کا رمضان شروع ہو گیا ان جھگڑوں کا قضیہ ہی چکا دیا جائے مگر قرآن تو نہیں چکاتا۔

قرآن کریم نے تو اس مضمون کو کھلا چھوڑا ہوا ہے ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی ملک میں رہتے ہو اور اس ملک کے افق الگ الگ ہوں اور اگر ایک شخص نے ﴿شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ﴾ اس کے وقت کو پایا ہو تو اس پر فرض ہے کہ روزے رکھے۔ ایک وہ جس نے نہیں پایا اس پر فرض نہیں ہے بلکہ مناسب نہیں ہے کہ روزے رکھے اسے انتظار کرنا ہوگا جب تک اس آیت کا اطلاق اس پر نہ ہو۔

تو رمضان بھی بعینہٖ ایک ہی تاریخ کو ہر جگہ شروع نہ ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ ممالک بدل جائیں تو پھر تو ویسے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر جب بھی رمضان کا چاند طلوع ہوگا اس وقت کسی جگہ گھپ اندھیرا، آدھی رات ہوگی، کسی جگہ صبح کا سورج طلوع ہو رہا ہوگا، کسی جگہ دوپہر ہوگی، کسی جگہ عصر کی نماز پڑھی جا رہی ہوگی تو کیسے ممکن ہے کہ خدا نے جو نظام پیدا فرمایا ہے اس کے برعکس احکام جاری فرمائے۔ اس لئے ﴿مَنْ شَهِدَ﴾ کا مضمون جو ہے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ہرگز خدا کا یہ منشاء نہیں کہ سب اکٹھے روزے رکھیں، اکٹھے ختم کریں۔ ہرگز یہ منشاء نہیں کہ تمام دنیا میں ایک دن عید منائی جائے یا سارے ملک میں اگر وسیع ملک ہے ایک ہی دن عید منائی جائے۔ چھوٹے ملک میں تو ممکن ہے مگر وسیع ممالک بعض ایسے ہیں جو شمال سے بہت دور تک جنوب کے ایک حصے میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، یا شرقاً غرباً بہت وسیع ہیں، ان کے افق بدل جاتے ہیں۔ اب چلی (Chilli) کو دیکھیں کہ کتنا اوپر سے امریکہ کے وسط سے قریباً شروع ہو کر اور جنوب میں وہاں تک چلا جاتا ہے کہ اس سے آگے کوئی اور ملک نہیں ہے جو قطب جنوبی کے قریب تر ہو اس سے۔ اور روس کی چوڑائی اتنی ہے کہ روس کے اندر تین گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امریکہ کی چوڑائی میں وسعت اتنی بڑی ہے کہ وہاں بھی کم و بیش اتنا ہی فرق پڑ جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک ملک میں بھی بیک وقت رمضان شروع ہو سکتا ہے۔ یا بیک وقت ایک ملک میں ایک عید کا دن طلوع ہو سکتا ہے۔

پس قرآن کریم کے جو الفاظ کا انتخاب ہے بہت ہی پُر حکمت ہے اور اپنے مضمون کو خود کھول رہا ہے۔ اب ﴿بَيِّنٰتٍ﴾ کہہ کر پھر اس مضمون کو کھولنا اور پھر لوگوں کا اس سے غافل ہو جانا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ وہ سمجھتے ہیں مشکوک معاملہ ہے، پتہ نہیں کہ قرآن کیا کہنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم نے تو فرمایا ہے اس میں تو ﴿بَيِّنٰتٍ﴾ ہیں اس میں ﴿اَلْفُرْقَان﴾ ہے اس کو پیش نظر رکھو اور پھر غور کرو۔ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ جس پر یہ مہینہ طلوع ہوگا اسی کو روزے رکھنے ہیں۔ دیکھا دیکھی سنی سنائی بات پر روزے نہیں رکھنے اور یہاں ﴿مِنْ﴾ میں صرف ایک فرد واحد مراد نہیں ہے بلکہ وہ قوم ہے جس کا اُفق ایک ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کا طریق یہ جاری فرمایا کہ اگر ایک ہی افق کے لوگ کسی موسم کی خرابی کی وجہ سے اکثر نہ دیکھ سکتے ہوں تو ان میں دو قابل اعتماد یا چار قابل اعتماد، کچھ قابل اعتماد لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور وہ کہیں، گواہی دیں کہ ہم نے دیکھا ہے تو اگر افق مشترک ہے تو سب کا ہی رمضان شروع ہو جائے گا اور اگر افق مشترک ہے تو سب ہی کی عید ہو جائے گی۔

تو ﴿مِنْ﴾ کا لفظ واحد پر بھی آتا ہے اور جمع پر بھی یہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک جب تک آنکھ سے دیکھ نہ لے رمضان شروع نہ کرے یہ تو ناممکن ہے۔ جو ہلال ہے خصوصاً پہلے دن کا ہلال وہ تو آنی جانی چیز ہے دیکھتے دیکھتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ انگلیاں اٹھ رہی ہوتی ہیں اتنے میں وہ مطلع سے غائب ہو چکا ہوتا ہے۔ پس ہلال کا مطلع بھی چھوٹا ہوتا ہے اس لئے ﴿ شَهِدَ مِنْكُمْ ﴾ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم میں سے جو اپنی آنکھوں سے دیکھے صرف وہی شخص روزے رکھے۔ مراد یہ ہے وہ لوگ جن کا افق ایک ہے، جن کے ہمیشہ سے ہی چاند اکٹھے طلوع ہوتے ہیں، جب طلوع ہوتے ہیں سب پر ہی طلوع ہوتے ہیں، جب غروب ہوتے ہیں تو سب پر ہی غروب ہوتے ہیں، پس وہ لوگ جن کا اُفق مشترک ہو ان میں سے کوئی بھی دیکھے تو سب قوم کے دیکھنے کا حکم ان پر صادق آجائے گا گویا ساری قوم نے دیکھ لیا۔

پس اس پہلو سے مثلاً انگلستان میں غالباً ایک ہی افق ہے خواہ شمال سے جنوب تک جائیں چاند کے تعلق میں دو افق میرے علم میں نہیں ہیں۔ امریکہ میں بعض دفعہ دو افق پیدا ہو جاتے ہیں بعض علاقوں کے لحاظ سے مگر اکثر ایک ہی ہے اور بعض دفعہ امریکہ کا افق عرب کے افق سے مل جاتا ہے۔ چاند کا جو Behaviour ہے، چاند کی جو طرز عمل ہے یہ عام روزمرہ کی سورج کی طرز عمل سے بالکل مختلف ہے۔ سورج کے طلوع ہونے میں ایک قطعیت ہے اور سورج کے غروب ہونے میں بھی ایک قطعیت ہے۔ چاند کے اندر احتمالات اور امکانات ہیں۔ اس لئے ﴿مَنْ شَهِدَ﴾ کا جو ارشاد فرمایا گیا ہے انہی بدلتے ہوئے امکانات اور احتمالات کے پیش نظر ہے۔

اب اس مضمون میں ایک پہلو رہ جاتا ہے جس کی عموماً آپ بحثیں سنتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ کیا مشینی ذرائع سے چاند کا علم پانا ﴿مَنْ شَهِدَ مِنْكُم﴾ کے تابع ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اگر ہو تو پھر دیکھنا متروک ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مشینوں کے ذریعہ چاند دکھائی دے جاتا ہو لیکن نظر سے نہ دکھائی دیتا ہو۔ تو کیا قرآن کریم کا پہلا عمل یعنی پہلے دور کا عمل اس مشینی عمل کے مقابل پر رد ہو جائے گا۔ یا پہلے دور کا عمل جاری رہے گا اور مشینی دور کا عمل متروک سمجھا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جائے گا؟ یہ بحث ہے جو بہت سے لوگوں کو الجھن میں مبتلا رکھتی ہے۔ حالانکہ اس میں ایک ادنیٰ ذرہ برابر بھی کوئی الجھن نہیں۔ الجھن لوگوں کی نافہمی اور ناسمجھی میں ہے ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ نئے دور میں مشینوں کے حوالے سے یا برقیاتی آلوں کے حوالے سے اگر آپ چاند کے طلوع کا علم حاصل کریں تو وہ ﴿مَنْ شَهِدَ﴾ کے تابع رہتا ہے اور جہاں ﴿مَنْ شَهِدَ﴾ سے ہٹتا ہے وہاں اس پر عمل درآمد نہیں ہوگا، وہاں بے اعتبار ہو جائے گا۔ جو لوگ نہیں سمجھتے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور پھر آپس میں خوب ان کی لڑائیاں ہوتی ہیں۔

اس لئے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں آگے عید بھی آئے گی۔ یہ بحثیں چلیں گی۔ بچوں سے سکول میں بھی دوسرے بچوں کی گفتگو ہوگی، کالجوں میں یہ معاملہ زیر بحث آجائے گا، بزنس، کاموں پر زیر بحث آئے گا۔ اس لئے سب احمدیوں کو اچھی طرح ہر ملک کے احمدی جو یہ خطبہ سن رہے ہیں ان کو اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

چاند جو طلوع ہوتا ہے وہ جب زمین کے کنارے سے اوپر آتا ہے تو اگرچہ سائنسی لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمین کے افق سے چاند ذرا سا اوپر آچکا ہے لیکن وہ چاند لازم نہیں کہ نظر سے دیکھا جاسکتا ہو۔ اس لئے سائنس دانوں نے بھی ان چیزوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر آپ اچھی طرح ان سے جستجو کر کے بات پوچھیں تو وہ آپ کو بالکل صحیح جواب دیں گے کہ دیکھو ہم یہ تو یقینی طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چاند کس دن کتنے بجے طلوع ہوگا۔ یعنی سورج غروب ہوتے ہی اوپر ہو چکا ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھو کہ اگر موسم بالکل صاف ہو اور کوئی بھی رستے میں دھند نہ ہو تب بھی تم اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو۔ کیونکہ چاند کو طلوع ہونے کے بیس منٹ یا کچھ اوپر مزید چاہئے اور ایک خاص زاویئے سے اوپر ہونا چاہئے۔ اگر وہاں تک پہنچے تو پھر آنکھ دیکھ سکتی ہے ورنہ نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے ہو سکتا ہے جیسا کہ پچھلے سال مولویوں نے یہاں کیا کہ آبزرویٹری (Observatory) سے یہ تو پوچھ لیا کہ چاند کب نکلے گا اور انہوں نے وہی سائنسی جواب دے دیا کہ فلاں دن یہ اتنے بجے طلوع ہو جائے گا اور سورج ڈوبنے کے معاً بعد کا وقت تھا۔ تو مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ اس دن شروع ہو جائے گا رمضان یا عید جو بھی تھی۔ اور بعض دوسرے جو ان میں سے سمجھ دار تھے، تعلیم یافتہ مسلمان یہاں موجود ہیں، احمدی نہیں ہیں مگر وہ ان باتوں پر غور کرتے ہیں انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم تو ایسی عید نہیں کریں گے یا ایسا رمضان نہیں شروع کریں گے اور وہ سچے تھے۔ کیونکہ اگر وہ مولوی صاحبان ان لیبارٹریز سے یا جو ان کے مراکز ہیں آسمانی سیاروں وغیرہ کے ان سے پوچھتے تو وہ صاف بتا دیتے کہ نکلے گا تو سہی لیکن تم اس کی شہادت نہیں دے سکتے، تم اپنی آنکھ سے اس کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ جتنا نکل کے وہ اونچا جاتا ہے اس طلوع سے کوئی آنکھ بھی اس کو اس لئے نہیں دیکھ سکتی کہ وہ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اور زمین کے قریب کی فضا اس کی شعاعوں کو نظروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے جذب کر چکی ہوتی ہے۔ اس لئے عین نشانے پر پتہ ہو کہ وہاں چاند طلوع ہو رہا ہے آپ نظر جما کے دیکھیں آپ کو ایک ذرہ بھی کچھ دکھائی نہیں دے گا تو ﴿شَهِدَ﴾ کا مضمون اس پر صادق نہیں آئے گا۔

﴿شَهِدَ﴾ کا مطلب ہے جو گواہ بن جائے، جو دیکھ لے، جو پالے۔ مگر سائنس دان ہی یہ بھی آپ کو بتاتے ہیں اور قطعیت سے بتاتے ہیں کہ اگر اتنے منٹ سے اوپر چاند ہو چکا ہو یعنی سورج ڈوبنے کے بعد مثلاً پندرہ منٹ کی بجائے بیس منٹ تک رہے تو پہلے پندرہ منٹ میں اگر دکھائی نہیں دے سکتا تو آخری پانچ منٹ میں دکھائی دے سکتا ہے یا اس کا زاویہ اتنا ہو کہ وہ زمین کے ایسے افق سے اونچا ہو چکا ہو جو افق چاند اور ہماری راہ میں حائل رہتا ہے۔ اس سے جب اونچا ہوگا تو لازماً دیکھ سکتے ہو۔ پھر بادل ہوں تو الگ مسئلہ ہے لیکن اگر بادل نہ ہوں تو لازماً ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو تو پھر ﴿شَهِدَ مِنْكُمْ﴾ کا حکم صادق آگیا۔ کیونکہ ﴿شَهِدَ﴾ میں ساری قوم کا دیکھنا تو فرض تھا ہی نہیں۔ کچھ بھی دیکھ سکتے ہوں لیکن اس طرح دیکھ سکتے ہوں جیسے انسان کی توفیق ہے کہ ننگی آنکھ سے دیکھ سکے۔ وہ فتویٰ لازماً ساری قوم پر برابر صادق آئے گا اور وہ لوگ جن کا افق ایک ہے وہ سائنسی ذرائع سے معلوم کر کے پہلے سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔

تو اس لئے وہ جھگڑے کہ اب اکٹھی کیسے عید کی جائے یا اکٹھا رمضان کیسے شروع کیا جائے، یہ جھگڑے تو اس دور میں ختم ہو چکے ہیں اور اگر ہیں تو ان لوگوں نے پیدا کئے ہیں جو بے وجہ ناسمجھی سے اختلاف کرتے ہیں۔ پس یہ جو نظارے یہاں دکھائی دیتے ہیں کہ ایک ہی ملک میں ایک عید آج ہو رہی ہے ایک کل ہو رہی ہے ایک پرسوں ہوگی یہ قرآن کریم کے بیان کا ابہام ہرگز نہیں ہے۔ قرآن کریم کا بیان بَيِّنات میں سے ہے، صاف کھلا کھلا ہے۔ اگر اس پر چلیں تو ناممکن ہے کہ یہ اختلاف ہوں یا ننگی آنکھ سے چاند نظر آئے گا یا آلات کے ذریعہ آئے گا اور دونوں ایک دوسرے پر بالکل چسپاں ہوں گے اور ان کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں ہوگا۔ سائنسی فتویٰ بعینہ وہی ہوگا جن شرائط کے ساتھ میں بیان کر رہا ہوں جو ننگی آنکھ کے دیکھنے کا فتویٰ ہے۔ تو اس لئے یہ دور ایسا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین کو خدا نے خود ہی بندوں کے لئے مسخر فرما رکھا ہے اور نئی نئی باتیں جو ہمارے علم میں آرہی ہیں ان کو خدمت دین میں استعمال کرنا چاہئے۔

> **کوئی بھی ایسی نیکی نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہو اور رمضان میں خصوصیت کے ساتھ اس کو ادا کرنے کے موقع نہ ہوں اور کوئی بھی ایسی بدی نہیں ہے جس سے رکنے کا حکم ہو اور رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ ان بدیوں سے روکنے کی تلقین نہ فرمائی گئی ہو۔**

پس جماعت احمدیہ کی طرف سے جو کیلنڈر شائع ہوتے ہیں اور ابھی بھی یہاں ہو چکے ہیں یا ہر ملک میں ہوتے ہیں ان کی گواہی قطعی ہے کیونکہ ہم کبھی بھی ایسی گواہی کو قبول نہیں کرتے جہاں ننگی آنکھ سے چاند کا دیکھنا ممکن نہ ہو۔ جہاں یقینی ہو کہ اگر موسم صاف ہے تو چاند ضرور دکھائی دے گا وہاں قبول کیا جاتا ہے اور مہینوں کے جو دوسرے دن ہیں یا اس کا شروع اور آغاز، دوسرے مہینوں سے تعلقات وہ ہمیشہ ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اگر غلطی ہو تو بعض دفعہ عجیب سی غلطی بن جاتی ہے۔ بعض مہینے اس کے اٹھائیس دن کے رہ جاتے ہیں اور اٹھائیس دن کا مہینہ ہو ہی نہیں سکتا چاند کا۔ یہ کوئی فروری تو نہیں ہے جو اٹھائیس دن کا آئے۔ چاند کا تو ہر مہینہ یا انتیس کا ہوگا یا تیس کا ہوگا۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا جو فیصلہ ہے وہ قطعی اور درست ہے اور قرآن کے عین مطابق ہے۔ پس وہ دن اب طلوع ہونے والا ہے یعنی رمضان کا دن جو انشاء اللہ تعالیٰ اتوار کی شام کو طلوع ہوگا اور پیر کا پہلا روزہ ہوگا۔

اب ایک بحث یہ ہے کہ رمضان کو سورج سے کیوں نہیں باندھا؟ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں مثلاً ہر ملک کا موسم الگ الگ ہے۔ بعض ممالک ایسے ہیں جن میں سردیوں میں دن بالکل چھوٹے رہ جاتے ہیں اور گرمیوں میں بے انتہا لمبے ہو جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور دن برابر ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور پھر دن برابر نہیں ہیں۔ تو اگر ایک ہی سورج کے حساب سے مہینہ مقرر کر دیا جاتا تو وہ مہینہ ہر جگہ ایک ہی طرح ایک ہی موسم میں رہتا۔ کبھی اس میں تبدیلی نہ ہوتی۔ ناروے کے لوگوں کے لئے مثلاً اگر وہ مہینہ سردیوں میں ہوتا تو ناروے کے لوگوں کے لئے ادھر روزہ رکھا ادھر کھولنے کا وقت آگیا اور جو جنوبی قطب کے پاس رہتے ہیں ان کا روزہ ختم ہی نہ ہوتا۔ جو زیادہ قریب ہیں وہاں تو سال بھر روزہ چلتا لیکن جو ذرا مناسب فاصلے پر ہیں ان کا بھی ہو سکتا ہے تئیس گھنٹے کا روزہ ہو۔ ایک گھنٹے کے اندر نمازیں بھی پڑھنی ہیں، تہجد بھی پڑھنی ہے، کھانا بھی کھانا ہے اور تئیس گھنٹے کے روزے کے لئے تیاری کرنی ہے۔ اول تو جو تئیس گھنٹے والا واقعہ ہے وہ احادیث کے مضمون کی روشنی میں حقیقت میں ممکن ہی نہیں ہے یہ بھی میں آپ کو اچھی طرح سمجھا دوں۔ اس لئے یہ قرآن کریم نے جو فرمایا ہے علامتیں جاری فرمائی ہیں دو طرح سے۔ ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق چاند سے ہے، ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق سورج سے ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں عبادتیں دونوں طرح اکٹھی ہو گئی ہیں۔ کسی اور مہینے میں اس طرح عبادتیں اکٹھی نہیں ہوئیں جس طرح رمضان کے مہینے میں عبادتیں ہر پہلو سے جڑ گئی ہیں۔ یعنی سورج کے سال کا بھی تعلق ہے اور چاند کے سال کا بھی تعلق ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کی عبادات کا تعلق ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ نمازیں بھی تو مغرب کے بعد آتی ہیں۔ آتی تو ہیں مگر وہ سورج کے حوالہ سے آتی ہیں چاند کے حوالہ سے نہیں۔ پانچ نمازیں جو فرض ہیں اور تہجد کے وقت یہ سارے کے سارے سورج کی علامتوں سے تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ چاند کے تعلق سے جو عبادت آتی ہے وہ صرف رمضان کی ہے۔ یا پھر حج ہے جو چاند سے تعلق رکھتا ہے مگر اس کے علاوہ تمام عبادتیں سورج سے تعلق رکھتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کے ساتھ نمازوں کو باندھ کر یہ بات ناممکن بنا دی ہے کہ ایک انسان علامتوں کے مطابق ایسی جگہ پانچ نمازیں ادا کر سکے جو شمالی قطب یا جنوبی قطب کے بہت قریب ہو۔ اور یہ ناممکن بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس کی اطلاع فرما دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے، دجال کا زمانہ جب کہ دن دنیا میں بعض جگہ روزمرہ کے چوبیس گھنٹے کے دن ہوں گے اکثر جگہ تو یہی ہوگا لیکن بعض ایسی جگہیں بھی ہوں گی جہاں لمبے بھی ہوں کہیں چھ مہینے کا دن بھی ہوگا کہیں

سال کا دن بھی ہوگا۔ یہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مطلع فرمایا تھا کہ آئندہ زمانے کے انسان کے لئے مشکل نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی صحابہ میں سے کسی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیا جب ایک سال کا دن آئے گا تو ہم اس ایک سال میں پانچ نمازیں پڑھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا، بالکل نہیں، اندازہ لگا کر اپنے ویسے ہی دن تقسیم کرنا جیسے روزمرہ کے معمول کے دن ہیں اور جب وہ دن گزرے تو اس کے مطابق اپنی پانچ نمازیں پوری کیا کرنا۔

تو جہاں سورج کی ظاہری علامتیں قاصر رہ جائیں کہ وہ ایک دن کے خدوخال کو نمایاں کر سکیں، جہاں سورج کی ظاہری علامتیں عاجز آجائیں کہ دن کو چوبیس گھنٹے کے اندر باندھے رکھیں وہاں نمازوں کے احکامات بدل گئے، وہاں اندازے شروع ہو گئے اور اندازوں کی شریعت نے اجازت دی۔ اور اس میں حکمت ظاہر وباہر ہے۔ اول تو یہ کہ لمبے روزے میں تو سارے ہی شہید ہو جاتے ایک ہی روزے میں۔ اور چھوٹے روزے کا پتہ ہی نہ لگتا کہ کیسے رکھیں وہ ایک تماشہ سا بن جاتا۔ مگر جہاں بھی یہ اجنبی دن چڑھتے ہیں خواہ وہ ایک دن کے چوبیس گھنٹے کے دائرے میں بھی رہیں تو قرآن کریم کا کمال یہ ہے عبادت کی علامتیں ایسی بتائی ہیں کہ وہاں علامتیں عبادت کو ان دنوں کے اندر ساکت کر دیتی ہیں اور اندازہ شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی غیر معمولی دن کے لئے ضروری نہیں کہ چوبیس گھنٹے سے لمبا ہو۔ چوبیس گھنٹے سے قریب دن پہنچا ہوا ہو تب بھی وہ ناممکن دن بن جائے گا اور جہاں وہ ناممکن دن بنے گا وہیں سے اندازہ شروع ہو جائے گا۔

> **یہ دور ایسا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین کو خدا نے خود ہی بندوں کے لئے مسخر فرما رکھا ہے اور نئی نئی باتیں جو ہمارے علم میں آرہی ہیں ان کو خدمت دین میں استعمال کرنا چاہئے۔**

اس کی مثال میں آپ کو سمجھا دوں کیونکہ ناروے سے بھی مجھے سوال آئے ہوئے ہیں بعض دوسرے ملکوں سے بھی اس لئے میں اس خطبے میں ساری باتیں کھول رہا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے اکثر احمدی جہاں جہاں بھی اب یہ آج کل ٹیلی ویژن پہنچ رہا ہے، یہ خطبہ سنتے ہیں، سن رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر دن فرض کریں اٹھارہ گھنٹے کا ہو یعنی سورج نکلنے سے (روزے کی بات نہیں کر رہا) دن سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک اٹھارہ گھنٹے ہوں تو پیچھے چھ گھنٹے کی جو رات رہ جائے گی اس رات میں صبح اور شام کی شفق اتنی پھیل چکی ہوں گی کہ ان کے درمیان سیاہی آئے گی ہی نہیں۔ پس جب سیاہی غائب ہو گئی تو نمازوں کی تقسیم ممکن نہ رہی۔ مغرب کس وقت پڑھیں گے عشاء کس وقت پڑھیں گے، تہجد کس وقت ہوگی، صبح کس وقت طلوع ہوگی یہ ایک ہی چیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے خود یہ ایسے دن دیکھے ہیں جب ہم گرمیوں میں ایک دو سال پہلے ناروے گئے تھے شمال کی طرف تو جہاں چوبیس گھنٹے کا دن شروع ہو چکا تھا وہاں تو بالکل ہی معاملہ اور ہے۔ وہاں تو صبح بھی سورج، دوپہر کو بھی، رات کو بھی، آدھی رات کو بھی اور سورج نکلے ہوئے میں تہجد پڑھنی پڑتی تھی مگر اندازے کر کے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اصدق الصادقین ہیں۔ سب سچوں سے بڑھ کر سچے اور یہ ایک بات بھی آپ کی سچائی پر سورج سے بڑھ کر زیادہ روشن گواہ بن جاتی ہے۔ اس اندھیرے زمانے میں اتنی روشنی سے چودہ سو سال بعد کے حالات معلوم کئے اور ان پر روشنی ڈالی۔ اتنی دور تک روشنی ڈالنے والا نبی اس شان کا کوئی دکھاؤ تو سہی۔ فرمایا وہ دن ہوں گے جب بھی وہ دن عام عادت سے بدل چکے ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے روزمرہ کے عادی دنوں کے مطابق اندازے کرنا۔ عادی دن وہ ہیں جن میں پانچ نمازیں سورج کی علامتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز کی جاسکتی ہیں۔ جہاں وہ نمازیں ممتاز نہیں ہو سکتیں وہاں اندازہ شروع۔ اور پھر کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔ تو اس لئے یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ رمضان مبارک کو چاند کے ساتھ جو باندھا ہے اب میں اس طرف واپس آرہا ہوں، اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ مہینہ جگہ جگہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی یہ جنوب والے لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے، کبھی شمال والوں کے لئے۔ پس ایسے موقع پر اگر یہ سورج والا مہینہ ہوتا تو بعض لوگوں پر ہمیشہ بہت ہی سخت رہتا۔ لمبے سے لمبا دن اور پُر آزار دن جس میں گرمی سے لوگوں کی زبانیں سوکھ جاتیں اور تڑپ تڑپ کے بعض جان دے دیتے۔ ہمیشہ مسلسل ایسی ہی تکلیف لے کر ان کے لئے آتا۔ اور بعض جگہ اتنا چھوٹا ہوتا اور موسم بھی ٹھنڈا کہ ان کو پتہ ہی نہیں لگتا بلکہ ان کے لئے یہ مصیبت ہوتی کہ کھائیں کیسے۔ ایک روزہ افطار بھی کریں اور سحر بھی کریں، بیچ میں تہجد بھی پڑھیں، چند گھنٹوں کے اندر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس کتنے گھنٹے کے لئے ممکن ہے اس کی علامتیں ساتھ بیان فرمادی گئیں کہ جہاں سورج کی علامتوں سے عبادتیں کھل کے واضح ہوں، جہاں رمضان پر یہ بات صادق آئے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہو سکے وہ دن معمول کے دن ہیں۔ جہاں ان میں سے کوئی علامت اطلاق نہ پائے وہاں تم نے اندازے کرنے ہیں۔ مگر معمول کے دنوں میں بھی تو بہت فرق ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا کہ ﴿تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ کا مضمون رمضان سے بھی باندھ دیا اور رمضان چکر کھاتا رہتا ہے۔ کبھی سخت روزے آتے ہیں اور وہ اپنا سبق سکھا کے چلے جاتے ہیں کہیں نرم روزے آتے ہیں تو راتوں کی جفاکشی بڑھ جاتی ہے۔ پس کبھی دن کی سختی کے مزے ہیں کبھی رات کی لمبائی کے مزے ہیں۔ کبھی ایک ابتلاء ہے کبھی دوسرا۔ کبھی ایک انعام ہے کہیں دوسرا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان ایام کو آپس میں پھیر رکھا ہے۔

پس رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں سورج اور چاند دونوں اکٹھے عبادتوں پر گواہ بنتے ہیں۔ ورنہ سارا سال سورج تو بنا رہتا ہے چاند گواہ نہیں بنتا۔ تو ﴿فِيْهِ الْقُرْآن﴾ میں ایک یہ بھی مضمون ہے کہ کوئی چیز رمضان میں باقی ہی نہیں رہی جس کا قرآن کریم میں بیان نہ ہوا ہو۔ قرآن میں چاند والی عبادتوں کا بھی ذکر ہے۔ سورج والی عبادتوں کا بھی ذکر ہے رمضان میں یہ بھی دونوں اکٹھی ہو گئیں۔

پس رمضان کے مہینے کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھیں۔ جہاں ظاہری علامتوں کا تعطل ہو گیا ہے وہاں آپ پر فرض ہے کہ روزمرہ کے معمول کے دنوں کا اندازہ کریں۔ معمول کے دن قرآن کی تعریف سے یہ بنیں گے کہ جن دنوں میں صبح کی سفیدی اور شام کی شفق کے درمیان ایک اندھیرا حائل ہو تاکہ قرآن کریم کی یہ بات پوری اتر سکے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے الگ ہو جائے۔ اور اگر دونوں دھاگے ہی سفید ہوں تو پھر الگ کیسے ہوں گے۔

اس لئے تمام جماعتوں میں علماء کے ایسے بورڈ بنانے چاہئیں۔ ان تمام جماعتوں میں جو یا جنوب کے زیادہ قریب ہیں یا شمال کے زیادہ قریب ہیں تاکہ اپنی اپنی جماعتوں کی راہنمائی کر سکیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہی ملک میں بعض دفعہ ایک رمضان ایک جگہ غیر معمولی ہو جاتا ہے دوسری جگہ معمولی رہتا ہے اور جتنا شمال کی طرف یا جنوب کی طرف جائیں گے اتنا ہی ایک ملک کے اندر رہتے ہوئے بھی تفریق کرنی پڑتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ آپ ہر بات مرکز سے لکھ کر ہم سے حساب کروائیں، اصول سمجھ لیں اور پھر جو آپ کے ہاں مختلف گورنمنٹ کے محکمے ہیں موسمیات کے ان سے مشورہ کریں۔ آبزرویٹری (Observatory) جو بھی ہے جو بھی ان کی رصدگاہیں بنی ہوئی ہیں جہاں سے وہ زمین و آسمان کا مطالعہ کرتے ہیں یعنی موسمیات کے دفتر اور ان کے محکمے ان سے مشورہ کر کے تو مختلف جماعتوں کے لئے رمضان سے پہلے ہی ان کے شیڈول (Schedule) بنانے چاہئیں۔ اور بتانا چاہئے کہ فلاں جماعت کا معمول کا رمضان فلاں دن سے فلاں دن تک ہے اور فلاں دن سے فلاں دن تک کا جو رمضان کا حصہ ہے وہ معمول سے نکل گیا ہے اس لئے وہاں آپ کو قرآن کریم اختیار دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو قرآن کا مفہوم سمجھا اور وہی درست ہے وہ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ اندازے کے مطابق اپنی نمازوں کو بھی تقسیم کریں اور روزوں کے وقت بھی مقرر کریں۔

اور ایسی صورت میں دو طریق ہیں دونوں میں سے ایک آپ اختیار کر سکتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ معمول کے دن کے روزوں سے مراد بارہ گھنٹے کا دن بارہ گھنٹے کی رات لے لی جائے جو وسطی ہے۔ لیکن اگر یوں کریں گے تو ان دنوں کا اس ملک کے باقی دنوں سے بہت زیادہ فرق ہو جائے گا اور جہاں بھی معمول کے دنوں کا غیر معمولی دنوں سے جوڑ ہوگا وہاں تفریق بہت بڑی ہو جائے گی۔ اس لئے دوسرا جو طریق ہے جو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے وہ یہ ہے کہ اپنے سے قریب تر معمول کے دنوں کے مطابق عمل کریں۔ یعنی اگر ساٹھ (۶۰) یا ستر (۷۰) ڈگری شمال پر ایک ملک کا کوئی شہر آباد ہے اور اس ملک کا ایک حصہ پچاس ڈگری یا چالیس ڈگری شمال پر بھی ہے اگر ایک سال میں جو جنوبی حصہ ہے اس کا

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

سارا رمضان معمول کا رمضان ہے یعنی سورج کی علامتیں اور چاند کی علامتیں پوری اس پر صادق آ رہی ہیں اور شمالی حصے پر صادق نہیں آ رہیں تو بجائے اس کے کہ وہ چھلانگ لگا کر خطِ استواء تک پہنچے اور وہاں کا معمول پکڑے، عقل تقاضا کرتی ہے کہ اپنے ہی ملک میں جو قریب تر جگہ ہے جہاں معمول کے روزے چل رہے ہیں ان کے اندازے کے مطابق اپنے روزوں کے اندازے کر لیا کرے۔ تہجد کا وقت بھی اس کے مطابق کرے اور سحری کا وقت بھی اور افطاری کا وقت بھی اور اس طریق پر انشاء اللہ تمام جماعت اسلامی کو وقت کے اختلاف کے باوجود بھی ایک وحدت ضرور نصیب ہو گی۔ اور وحدت کے مختلف رنگ ہیں۔

ایک وحدت یہ ہے کہ ایک ہی اصول کے مطابق سب چلیں، نئے اصول اپنی اپنی جگہ الگ نہ گھڑیں۔ قرآن کریم نے جو اصول بنایا ہے وہ بڑا واضح اور قطعی ہے جو میں آپ کے سامنے کھول چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اس کا مطلب سمجھا اور دنیا پر خوب کھول دیا اس کے بعد آپ اس اصول پر عمل کریں پھر خواہ کسی کا رمضان کسی اور دن شروع ہو اور کسی کا اور دن شروع ہو وحدت میں فرق نہیں آئے گا کیونکہ وحدت توحید کی اطاعت سے وابستہ ہے، انسانی گھڑیوں کے حساب سے وحدت نہیں بنائی جا سکتی۔ اتنا فرق پڑ جاتا ہے زمین کے دور کی وجہ سے کہ ایک دن آج یہاں جمعہ ہے تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں جمعرات ہے اور اسی وقت ایک جگہ ایسی ہے جہاں ہفتہ طلوع ہو چکا ہے تو زبردستی وحدت کیسے آپ بنائیں گے۔ توحید کے خلاف چل کر وحدت بنائی جا سکتی ہے؟ جس خدا نے پیدا کیا ہے اس کی غلامی میں وحدت بنے گی، اس سے ہٹ کر نہیں بن سکتی۔ پس اس کے قوانین کو سمجھنا اور ان پر ایک اصول کے مطابق تمام دنیا میں یکساں عمل کرنا پھر اگر وقت تبدیل بھی ہوں تو وحدت نہیں ٹوٹ سکتی کیونکہ اللہ کے احکام کے تابع آپ منسلک رہیں گے، ایک لڑی میں منسلک رہیں گے، کوئی آپ کو الگ نہیں کر سکتا۔

وحدت توحید کی اطاعت سے وابستہ ہے، انسانی گھڑیوں کے حساب سے وحدت نہیں بنائی جا سکتی۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ آج کے بعد اس بارے میں مجھے مزید خط موصول نہیں ہوں گے ورنہ سارا رمضان کافی ڈاک پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔ ہر آدمی اپنی جگہ سے پوچھتا ہے کہ بتاؤ ہم یہاں کیا کریں۔ ہم وہاں کیا کریں۔ تمام ممالک اس خطبے کی روشنی میں کمیٹیاں بنائیں اور وہ سب کی رہنمائی کریں اور جو اصول میں نے آپ کے سامنے رکھ دئے ہیں وہ بالکل کھل چکے ہیں۔ مجھے نہیں سمجھ آ سکتی کہ اس کے بعد پھر بھی کوئی ابہام باقی رہے۔

اب اگلا حصہ ہے ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْعَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ پس جو بھی کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ تو اسے دوسرے ایام میں اس عدت کو پورا کرنا ہو گا یعنی مریض ہو تو روزہ نہ رکھے۔ سفر کے ساتھ یہ شرط نہیں لگائی کہ اگر سفر مشکل ہو تو روزہ نہ رکھے۔ سفر آسان ہو تو رکھ لے۔ اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا اس آیت کی رو سے یہ واضح فتویٰ تھا کہ روزے کی آسانی یا مشکل زیر بحث نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت ہی میں آسانی ہے اور اسی میں نیکی، اسی میں تقویٰ ہے۔ پس جب رمضان میں سفر آئے تو روزہ نہ رکھو اور جب رمضان گزر جائے تو جتنے روزے چھٹ گئے ہیں ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ پھر دوسرے دنوں میں اس مدت کو پورا کر لیا کرو۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں یہ نیکی ہے کہ سفر میں بھی روزہ رکھ لیا جائے اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ حالانکہ بالکل غلط بات ہے۔ تمام روزہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں روزے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ سارے ہی رکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے نفس کا بہانہ ہوتا ہے کہ میں نیکی کر کے سفر میں روزے رکھ رہا ہوں۔ نفس بعض دفعہ دھوکہ دیتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سفر کے دوران رمضان میں روزے رکھ لئے جائیں تو وہ آسان ہیں۔ رمضان گزرنے کے بعد پھر وہ روزے پورے کئے جائیں تو یہ مشکل ہے۔ تو وہ اپنی طرف سے نیکی کر رہا ہوتا ہے حالانکہ نفس کے بہانے کے تابع وہ خود دھوکہ کھا رہا ہوتا ہے۔ نیکی، تنگی یا مشکل میں نہیں ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے۔ جس بات کا اللہ حکم دے اسے قبول کرو۔ جس کی وہ اجازت دے شوق سے اس اجازت کو استعمال کرو اور یہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ بعض دفعہ کسی کو آپ کوئی چیز دیتے ہیں بعض بچے آتے ہیں کہ نہیں نہیں رہنے دیں، کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے دیکھا ہے ماں باپ کی لگتا ہے جان نکل گئی ہے، فکر سے وہ ڈانٹتے ہیں، ضرورت نہیں کیا مطلب لے لو تمہیں خدا نے توفیق دی ہے تمہیں کچھ انعام دیا جا رہا ہے اسے ضائع مت کرو۔ اور یہ انسانی فطرت کی آواز ہے۔ کیونکہ وہ جو تکلف ہے جب کوئی دینے والا ایسا ہو جس سے تمہیں پیار ہو یا جس کے لئے تمہارے دل میں عزت ہو اس کا کچھ عطا کرنا اگر تم قبول کرو تو اس کے لئے خوشی کا موجب ہوتا ہے اگر نہ قبول کرو تو اس کے چہرے پر ملال کے آثار آ جاتے ہیں۔ اس کا دل چاہتا ہے میں دے رہا ہوں لے لے اس کو بھی مزہ آئے مجھے بھی مزہ آئے۔

جس خدا نے پیدا کیا ہے اس کی غلامی میں وحدت بنے گی، اس سے ہٹ کر نہیں بن سکتی۔

تو انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی فطرت کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔ اس کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ اگر فطرت سچی اور پاک ہو تو اس کو دیکھ کر خدا کے منشاء کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ رعایت دے رہا ہے وہاں نہیں نہیں جی ہم تو سختی کر سکتے ہیں کوئی بات نہیں، یہ بہت بے وقوفی کی بات ہے۔ اس رعایت کو پیار اور محبت سے سر جھکا کر عشق کے جذبے سے قبول کرو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو چھ چھ مہینے کے مسلسل روزے رکھے ہیں اور ایسے روزے رکھے ہیں جن میں صبح اور شام کی خوراک اتنی کم ہو چکی تھی کہ ایک عام انسان اس پر زندہ نہیں رہ سکتا اور اس کے باوجود عبادت کی سختیاں۔ تو اس کا فتویٰ ہے یہ جس کی اپنی عبادتوں کا یہ حال تھا جس کا مطلب ہے کہ لازماً سراسر ایک عشق کے اعلیٰ مقام کا فتویٰ ہے۔ ایک ایسے عارفانہ مقام کا فتویٰ ہے جو جانتا ہے کہ نیکی صرف رضا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جسم کی سختی کے ساتھ نہیں۔ اور روزوں میں بھی جسمانی سختی خدا تعالیٰ کے پیش نظر ہے ہی نہیں اور بہت سی باتیں ہیں جو پیش نظر ہیں مگر تکلیف دینا خدا کے پیش نظر نہیں ہے۔ پس جب خدا فرماتا ہے کہ چھوڑ دو تو چھوڑ دو، جب خدا کہتا ہے رکھو تو رکھو۔ پس فرمایا ﴿مَنْ كَانَ مَرِيْضًا﴾ جو بیمار ہو ﴿اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ یا سفر پر ہو ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ تو پھر رمضان میں روزے نہ رکھنا بعد میں رکھ لینا۔

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ سختی کرو گے تو خدا بہت خوش ہو گا۔ اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے تو اللہ بڑا راضی ہو گیا تم مصیبت میں پڑ گئے۔ اللہ تو تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا اور کوئی دوست کسی دوست کے لئے سختی نہیں چاہتا۔ کوئی ماں کسی بچے کے لئے سختی نہیں چاہتی۔ پس یہ مفہوم بھی ہے جو سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود ماں صبح جلدی بچے کو اٹھا کر سکول بھجوانے کے لئے تیاری کرواتی ہے۔ روتا پیٹتا بھی رہے تب بھی اس کو زبردستی ٹھیک ٹھاک کر کے سکول بھیج دیتی ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ ماں سختی چاہتی ہے۔ اس حد تک سختی لازم ہے جس حد تک جس پر سختی کی جائے یعنی اپنا پیارا وہ اس سختی کا محتاج ہے اور اس کے بغیر وہ فوائد سے محروم رہ جائے۔ پس محبت میں جہاں سختی ہٹائی جا سکتی ہو، ترک کی جا سکتی ہو محبت کرنے والا کبھی سختی میں نہیں ڈالے گا۔ جہاں سختی لازمہ ہے اس سے گزرے بغیر اپنے محبوب کی بھلائی ممکن نہیں ہے اس حد تک اور صرف اس حد تک سختی ایک پیار کرنے والے سے اپنے پیارے کے اوپر ڈالی جاتی ہے اور یہی عبادتوں کا سارا مفہوم ہے۔ جہاں سختیاں ہیں وہاں اس کے بدلے ضرور آسانیاں مقدر ہیں۔ ورنہ کبھی بھی خدا تعالیٰ انسان پر سختی نہ ڈالتا۔ چنانچہ فرمایا ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ دیکھو عبادت کے مضمون میں یہ بات ہو رہی ہے ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ تو عبادت کے تعلق ہی میں یہ بات ہو رہی ہے رمضان کی۔ ایک یہ معنی بھی ہے اس آیت کا فرمایا دیکھو جو سختی بھی ہم ڈالتے ہیں لازماً اس کے بعد آسانی آتی ہے اور آسانی کی خاطر سختی ڈالی جا رہی ہے۔ سختی کی خاطر سختی نہیں ڈالی جا رہی۔ پس قرآن کریم کی تمام آیات مسلسل اسی مضمون پر روشنی ڈالتی چلی جا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سختی کو پسند نہیں کرتا نہ سختی کی خاطر کسی کو سختی میں مبتلا فرماتا ہے۔ ہاں بعض فوائد ایسے ہیں جو سختی میں سے گزرنے کے بعد آخر پر رکھے گئے ہیں۔ اب زمیندار ہے جو محنت کرتا ہے تو اس کو چھ مہینے یا سال کے بعد آنے والی فصل دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ اس کی خاطر وہ خود اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے، اپنا دشمن تو نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنا دشمن نہیں ہوا کرتا سوائے اس کے کہ پاگل ہو۔ تو وہاں اس کو دکھائی دے رہا ہے کہ یہ سختی ہی مجھے مناسب ہے یہی مجھے راس آئے گی۔ اور جہاں ہمیں دکھائی نہیں دے رہا ہوتا وہاں اللہ کو دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔ پس خدا کی وسیع نظر کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ جو اللہ چاہے جس حد تک سختی ڈالے اسی تک قبول کریں اس سے آگے بڑھ کر زبردستی آپ خدا کو راضی نہیں کر سکتے۔

چنانچہ اس مضمون پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عبادتوں کے تعلق میں ہی ایک موقع پر بڑے جلال سے فرمایا کہ دیکھو تم اپنے اوپر سختیاں کر کر کے خدا پر غالب نہیں آ سکتے۔

ناممکن ہے کہ تم زبردستی خدا کو خوش کر سکو ہاں تم ٹوٹ جاؤ گے اور خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردے گی۔ پس سختیاں خدا کی طرف سے بھی سختی کی خاطر نہیں ڈالی جاتیں اور انسان کو بھی زبردستی خدا کو خوش کرنے کی توفیق نہیں ہے۔ ایسا کرنے کی کوشش کرے گا تو خود مارا جائے گا۔ اس لئے اس مضمون کو سمجھتے ہوئے اس رمضان میں داخل ہو تاکہ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ کا یہ مضمون بھی روشن ہو کہ یہ رمضان ہمارے لئے بہت سی آسانیاں لے کر آئے جو پہلے نہیں تھیں۔ ان آسانیوں میں سے عبادت کا سہولت

نیکی، تنگی یا مشکل میں نہیں ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے۔

کے ساتھ اور ہلکے مزاج کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ بہت سے ایسے احمدی بڑے اور چھوٹے ہیں جو مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے عبادت بڑی مشکل ہے اور ہم خطبے سنتے ہیں سمجھتے بھی ہیں دل بھی چاہتا ہے مگر کیا کریں کہ دل کے اوپر وہ جو بوجھ سا رہتا ہے زبردستی عبادت کرنے کا وہ اترتا نہیں۔ رمضان کا ایک ایسا موقع ہے جس میں یہ بوجھ اتارنا آسان ہو جاتا ہے۔

رمضان میں جو عبادت کی جو ورزش کی جاتی ہے اس کے بعد نسبتاً زیادہ طاقتور اور ہلکے محسوس ہونے والے بدن کے ساتھ انسان رمضان میں سے نکلتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خدا کی خاطر خدا کی عبادتوں کی توفیق مانگنے کے لئے سب سے عظیم مہینہ رمضان کا مہینہ ہے۔ کیونکہ اس مہینے کے تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّي فَاِنِّيْ قَرِيْب﴾ اگر تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ میں قریب ہوں۔ اور بہت سے عارف باللہ ہیں جنہوں نے اس مضمون کو اسی معنے میں سمجھا کہ میں قریب ہوں خصوصیت سے رمضان میں۔ رمضان کی بات ہو رہی تھی تو کہو میں دور کہاں ہوں، اب تو میں بہت قریب اتر آیا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بہت سی احادیث میں بالکل یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ جیسا قریب رمضان میں خدا آتا ہے ویسا قریب نہیں آتا تو ﴿سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّي فَاِنِّيْ قَرِيْب. اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ مَیں تو ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے بلاتا ہے۔ ایک شرط ہے ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ﴾ میری باتیں بھی تو مانا کریں۔ یک طرفہ تو نہیں کہ مصیبت میں پڑ گئے، پیٹ میں درد ہو رہی ہے، کینسر ہو گیا، کوئی رشتہ ٹوٹ رہا ہے، کوئی قرضوں میں مبتلا ہو گئے تو دوڑے دوڑے اس خدا کی طرف گئے جس کا عام حالات میں رستہ ہی نہیں آتا تھا۔ اُس کے قریب نہیں ہے اللہ۔ اُس کے قریب ہے جو ہمہ وقت قریب رکھتا ہے اور اگر عام حالات میں نہیں رکھتا تو رمضان میں تو اس نے نمازیں شروع کردی ہیں نا۔ اب دیکھیں کتنے لوگوں کے واقعۃً خدا قریب آگیا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سارا سال سوائے جمعہ کے کوئی نماز نہیں پڑھتے یا جمعہ بھی نہیں پڑھا کرتے تھے، رمضان میں یا جمعہ شروع کر دیتے ہیں یا باقی نمازیں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کا یہ اعلان رمضان کے تعلق میں کتنا مناسب حال ہے کہ تم میں سے بہت سے تھے جن سے میں دور تھا یعنی تم نے مجھے دور رکھا ہوا تھا۔ رمضان میں میں ان کے بھی قریب آجاؤں گا۔ پس رمضان میں مجھ سے دعائیں کرو۔ مجھ سے مدد مانگو تو تمہاری مشکل آسانی میں تبدیل ہو جائے گی اور عبادت کی مشکل بھی تمہارے لئے آسان ہو جائے گی۔ اس رمضان سے گزر کے باقی سال کی عبادتیں پھر بڑے ہلکے انداز کے ساتھ تم کر سکو گے۔

تو دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں اللہ کرے ہم سب کے لئے یہ رمضان وہ تمام برکتیں لے کر آئے جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے اور واقعۃً ہم خدا کو اس طرح قریب دیکھ لیں کہ ہم دعا کریں اور وہ ہماری دعاؤں کا جواب دے اور یہ تبھی ممکن ہو گا اگر ہم ہمہ وقت اللہ کی پکار پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہیں۔ اپنی روح کے ساتھ بھی، اپنے بدن کے ساتھ بھی، اپنی جانوں کے ساتھ بھی، اپنے اموال کے ساتھ بھی۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

❀❀❀❀..........✡✡✡..........❀❀❀❀

بقیہ: ماہ رمضان کے فضائل اور برکات
از صفحہ نمبر ۴

جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا وہ بہت بڑی نعمتوں سے محروم رہتا ہے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رمضان آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تم پر ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں نیکی کرنے سے محروم رہا وہ ہر نیکی سے محروم رہا۔ اور اس ماہ میں نیکی سے وہی محروم رہتا ہے جو بدنصیب ہو"۔ (ابن ماجہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے۔ اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ درحقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر آزاد نہیں ہو سکتے اس لئے یہ بھی ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق و شوق سے قبول کی جائیں......... تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/اپریل ۱۹۸۸ء)

آخری عشرہ کی اہمیت

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (رمضان کے) آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اور اپنی رات کو (عبادت میں شب بیداری سے) زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

(بخاری کتاب الصوم)

☆......حضرت عائشہؓ کی ہی دوسری روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش اور محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔ (ابن ماجہ)

☆......رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کی ایک اور برکت آنحضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ:

"رمضان کی آخری رات میں میری امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسولؐ کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے" (اور یہ مغفرت کا اجر ہے)

(مسند احمد بن حنبل)

رمضان کے تقاضے پورے کرنے والوں کے لئے بشارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

مسند احمد بن حنبل میں سے یہ حدیث ہے، بحوالہ فتح الربانی۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران اُن تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزے دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/جنوری ۱۹۹۶ء)

پس روزے محض للہ خلوص نیت اور صدق دل کے ساتھ رکھنے چاہئیں اور تمام عبادتیں اور نیکیاں بجالانی چاہئیں کیونکہ رمضان نیکیوں میں ترقی کرنے کے لئے سب سے موزوں ترین مہینہ ہے۔ اللہ کرے ہم رمضان کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھرنے والے ہوں۔

..........✡✡✡..........

PLANS DRAWN
اضافی رہائش۔ لافٹ کنورشن۔ کونسل سے منظوری کی درخواست۔ تخمینہ عمارت۔
مشورہ کے لئے رابطہ آرکیٹیکٹ شیخ
020 8772 4790
077 888 17753
plansdrawn@yahoo.co.uk

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

اسلامی عدل وانصاف

(عبدالباسط شاھد۔ لندن)

پاکستان کی سپریم کورٹ کے ایک بڑے بنچ کے ایک غیر معمولی اہمیت کے حامل مقدمہ کی سماعت کے دوران جسٹس جہانگیری نے کہا" ہم گائیڈ لائن دیتے ہیں مگر کون پرواہ کرتا ہے"۔ جسٹس شیخ ریاض نے کہاکہ "اپوزیشن میں عدلیہ کی آزادی کے لئے آواز اٹھائی جاتی ہے۔ حکومت میں جاکر عدلیہ کو پہلے ٹارگٹ بنایا جاتا ہے"۔ جسٹس جہانگیری نے کہاکہ "اسی لئے تو قانون کی حکمرانی قائم نہیں ہوتی"۔

پاکستانی عدلیہ کے اہم ترین ارکان کے یہ بیانات جس زبوں حالی اور بے بسی کے مظہر ہیں وہ کسی بھی قوم کے لئے لمحہ فکریہ مہیا کرتے ہیں کیونکہ جس قوم میں قانون کا احترام اور انصاف کی عظمت ختم ہو جائے اس کی خرابیوں اور ابتری کے اسباب ڈھونڈنے کے لئے بیرونی اسباب و عوامل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

قرآن مجید نے عدل وانصاف کی نہایت بلندپایہ پُرحکمت تعلیم دی ہے اور کسی دشمن سے بھی بے انصافی کی اجازت نہیں دی۔ اور فرمایا: ﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ کہ تقویٰ جو ہر ایک نیکی کی بنیاد اور ہر اچھے کام اور نتیجہ کے حصول کا بنیادی ذریعہ ہے وہ عدل وانصاف کے بغیر حاصل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے ارشادات اور اسوۂ حسنہ سے انصاف کے ہر پہلو کو نمایاں فرمایا اور ہر اس امر کی روک تھام فرمائی جو انصاف کے قیام میں رخنہ انداز ہو سکتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے دنیا بھر کے لئے اپنے انصاف کو معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ جو خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت سے مزین وممتاز تھی آپ کے بے لاگ فیصلوں پر اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے فیصلے بشرح صدر قبول کئے جاتے تھے۔ آپ کے عظیم المرتبت صحابہ کے زمانہ میں بھی اس بلند معیار کو قائم رکھنے کی کوشش کی گئی۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ہمارے اس زمانہ میں بھی نظام قضا کا احیاء کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے باقاعدہ الگ دفتر قضا کا اجراء فرمایا اور سلسلہ کے نامور علماء اس کام پر مقرر کئے جاتے رہے۔ قادیان کے ابتدائی زمانہ میں حضرت میر محمد اسحاقؓ صاحب اور حضرت مولوی عبدالرحمانؓ صاحب کے نام اس بات کی ضمانت تھے کہ اس ادارہ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کے بعد بھی حضرت مولوی ارجمند خان صاحب۔ حضرت مولوی تاج الدین صاحب اور استاذ محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل جیسے بلند پایہ علماء اس خدمت پر مامور رہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب کا تعاون و سرپرستی بھی اس ادارہ کو ایک لمبا عرصہ حاصل رہی۔

حضرت مصلح موعودؓ کسی بزرگ کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ انہیں قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا تو ان کے احباب انہیں مبارکباد دینے کے لئے ان کے ہاں گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ دوستوں نے تعجب سے پوچھا کہ عزت افزائی کے اس موقع پر رونے کا کیا سبب ہے؟ توانہوں نے فرمایا کہ میرے پاس دو فریق اپنا مقدمہ لے کر آئیں گے اور وہ دونوں اس کی حقیقت اور اصلیت کو خوب سمجھتے ہوں گے جبکہ مجھے اس کے متعلق کچھ بھی پتہ نہ ہوگا ایسے میں ہمیشہ ہی یہ ڈر رہے گا کہ میں بے انصافی کا ارتکاب کرکے خداتعالیٰ کی ناراضگی حاصل نہ کرلوں۔ اس مشکل کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا قاضی جو خدا کے خوف سے انصاف کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ دوہرے اجر کا مستحق ہے لیکن اگر تقویٰ کو مدنظر رکھ کر کسی ذاتی غرض یا لالچ کے بغیر اگر وہ غلط فیصلہ بھی کرتا ہے تو بھی اس کو ایک اجر ضرور ملتا ہے کیوں کہ غلط فیصلہ تک پہنچنے کی وجہ اس کی بدنیتی نہیں ہے۔

جماعت میں قضا کا نظام ایک بہت بڑی نعمت ہے کیوں کہ ملکی عدالتوں میں مقدمہ بازی کا طریق انسان کو ایک ایسے منحوس چکر میں پھنسا دیتا ہے کہ جس سے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جھوٹ کی نحوست، پیشہ ور مقدمہ بازوں کی موشگافیاں اور بے تحاشہ اخراجات کا ایک ایسا جال بنتا چلا جاتا ہے کہ اس سے نکلنے کے لئے تگ ودو میں انسان اس میں اور زیادہ پھنس جاتا ہے۔

ہمارے ہاں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ قاضی صاحبان کا تقرر کرتے ہیں اور اس تقرر میں ان کی معاملہ فہمی، قانون دانی سے زیادہ ان کے تقویٰ اور خداترسی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ قاضی صاحبان کسی بھی قسم کے لالچ کے بغیر محض جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوکر اپنا قیمتی اور مصروف وقت اس مفید کام کے لئے دیتے ہیں۔ اس ماحول میں سفارش اور رشوت کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا اور یہی امر اس کی بہتری کی ضمانت ہے۔

یہاں حضرت صاحبزادہ قمرالانبیا مرزا بشیر احمدؓ صاحب کی ایک پر حکمت بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آپ کی خدمت میں کوئی احمدی دوست حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے میاں ایم ایم احمد سے کچھ کام ہے آپ میاں صاحب کے نام مجھے ایک تعارفی خط دے دیں۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ کیا تم میاں کو بے وقوف سمجھتے ہو۔ وہ صاحب بہت پریشان ہو کر کہنے لگے کہ نہیں ہرگز نہیں وہ تو بہت ہی عقلمند ہیں۔ پھر حضرت میاں صاحب نے پوچھا کیا آپ انہیں بے انصافی کرنے والا سمجھتے ہیں۔ اس پر وہ صاحب اور بھی شدت سے اس کی تردید کرنے لگے کہ نہیں نہیں میں میاں صاحب کو ہرگز بے انصافی کرنے والا نہیں سمجھتا۔ اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ پھر آپ کو میری کسی چٹھی اور سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ عقل مند ہے تو آپ کی بات کو ضرور سمجھ لے گا اور اگر وہ منصف مزاج ہے تو صحیح اور درست فیصلہ کرے گا۔

اپنے معاملات کو درست رکھنے اور محکمہ قضا سے بہتر رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لئے مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا بہت مفید ہو سکتا ہے۔

(الف) اپنے معاملات کو ہر ممکن طریق پر صاف اور واضح رکھیں۔ لین دین میں قرآنی حکم کے مطابق تحریر حاصل کرنا لازمی قرار دیں۔ عام حالات میں تحریر حاصل کرنے کو عدم اعتماد اور عدم اطمینان کا باعث سمجھا جاتا ہے مگر یہ خیال قرآنی تعلیم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ جبکہ تحریر حاصل کرنے سے بہت سی خرابیوں، بدمعاملگیوں اور غلط فہمیوں سے بچا جاسکتا ہے۔

(ب) باہم غلط فہمیوں کو مقدمہ کی شکل دینے سے قبل اپنے قریبی دوستوں، مخلص بزرگوں یا جماعت کے عہدیداروں کے ذریعہ معاملہ فہمی کی کوشش کی جاوے۔ اخلاص سے کی گئی ایسی کوشش سے بہت سارے مقدمات اور ان کے نقصانات سے بچا جاسکتا ہے۔

(ج) مقدمہ میں ملوث ہونے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیں کہ بات کو رفع دفع کرنے اور نظر انداز کرنے میں نقصان زیادہ ہے یا اسے طول دینے اور دشمنی میں اضافہ کرنے میں۔ گویا نفع ونقصان کے پہلو اچھی طرح سوچ کر قدم اٹھایا جاوے۔

(د) تھوڑے بہت دنیاوی نقصان کے بدلہ میں باہم معاملہ فہمی، مومنانہ اخوت کے قیام اور جماعتی ساکھ میں اضافہ کی خاطر کسی بھائی پر بدظنی اور اس کی نیت پر حملہ کرنے سے جو بہت بڑا گناہ ہے اپنا دامن صاف رکھیں۔

(ر) میاں بیوی کے باہم تعلقات میں بھی کبھی خرابی پیدا ہو سکتی ہے جو انتہائی افسوسناک اور رنجیدہ صورت میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ اگر آپ کو اپنے ساتھی میں کوئی کمزوری، خرابی یا نقص نظر آتا ہے تو اس میں بہت سی خوبیاں اور اچھی صفات بھی ضرور پائی جاتی ہیں۔ آپ اچھی باتوں سے فائدہ اٹھائیں اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کے دور ہونے کے لئے حسنِ تدبیر، حسنِ اخلاق اور دعاؤں سے کام لیں۔

آنحضرت ﷺ نے جائز امور میں سب سے زیادہ قابل نفرت طلاق کو قرار دیا ہے اس لئے طلاق اور خلع تک معاملہ کو پہنچانے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ قرآن مجید میں ہے کہ اگر ہر دو فریق اصلاح مدنظر رکھیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اصلاح اور بہتری کی توفیق عطا فرما دے گا۔

اس سلسلہ میں ایک اور بہت ہی ضروری امر یہ بھی ہے کہ مہر کی ادائیگی میں تاخیر سے بچا جائے اور اول تو شادی کے وقت ہی مہر ادا کر دیا جاوے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جتنی جلد ممکن ہو اس قرض کی ادائیگی کردی جاوے۔ مہر کی ادائیگی میں سستی اور تاخیر سے مہر مقرر کرنے کے فوائد اور برکات حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس سنت نبویؐ کے احیاء کی برکت سے بہت سے خانگی معاملات بہتر ہو جائیں گے اور گھروں میں روایتی اسلامی خوشگوار ماحول پیدا ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

غانا میں مسابقت میں پہلا قدم

جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے کہ ہمیشہ نیک کاموں میں مسابقت اختیار کرتی ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ غانا کو ملکی سطح پر بہت سے میدانوں میں پہل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

☆...... عام خیال تھا کہ غانا میں گندم نہیں اگائی جا سکتی۔ ایسی حالت میں جماعت احمدیہ نے گندم اگانے کا تجربہ کیا جو بفضل خدا بے حد کامیاب رہا۔ غانا بھر میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے کہ کسی مذہبی جماعت نے ایسا تجربہ کیا ہو۔

یہ کامیاب تجربہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور مکرم سید قاسم احمد صاحب نے کیا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

☆...... ہومیو پیتھی، ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو از حد عزیز ہے۔ حضور پرنور نے مرکز سے ہومیو ڈاکٹر مکرم محمد ظفر اللہ صاحب کو بھجوایا اور اس طرح پہلے احمدیہ مسلم ہومیو پیتھک کلینک کا افتتاح ہوا۔ یوں تو غانا میں اکا دکا انفرادی طور پر کھولے گئے کلینک موجود ہیں لیکن کسی اور مذہبی جماعت، خواہ عیسائی ہو یا مسلمان، کو ہومیو کلینک کھولنے کی سعادت نہیں ملی۔ یہ اعزاز خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ کے حصہ میں آیا ہے۔ یہ کلینک اب بے حد وسعت اختیار کر چکا ہے۔ گلوبیلز، مدر ٹنکچر اور دیگر اہم بایو کیمک ادویہ بنائی جاتی ہیں۔ غانا میں جماعت کے اس وقت چار ہومیو پیتھک کلینک کام کر رہے ہیں۔

☆......حال ہی میں حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے مکرم ڈاکٹر سید نصرت اللہ پاشا صاحب غانا تشریف لائے ہیں۔ آپ یہاں احمدیہ مسلم ڈینٹل کلینک کھول رہے ہیں۔ غانا میں اگرچہ انفرادی طور پر کھولے گئے ڈینٹل کلینک موجود ہیں لیکن کسی اور مذہبی فرقہ خواہ عیسائی ہو یا مسلمان کو آج تک ڈینٹل کلینک کھولنے کی توفیق نہیں ملی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے کھلنے والا یہ پہلا ڈینٹل کلینک ہوگا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کلینک کو جماعت کے لئے اور غانا کے لوگوں کے لئے بے حد مبارک کرے۔ (آمین)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

محترم ثاقب زیروی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۶؍جنوری ۲۰۰۲ء میں ہفت روزہ "لاہور" لاہور کے مدیر محترم ثاقب زیروی صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔

آپ کا اصل نام چودھری محمد صدیق تھا۔ والد حضرت حکیم مولوی اللہ بخش خان صاحبؓ زیرہ ضلع فیروزپور کے زمیندار گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں ۱۹۰۵ء میں قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترم ثاقب صاحب قریباً ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں میٹرک کیا اور پھر ادیب فاضل، منشی فاضل اور بی۔اے بھی کیا۔ میٹرک کے بعد ٹائپ اور شارٹ ہینڈ سیکھ کر سیشن کورٹ میں ملازمت کی جو ۱۹۳۷ء میں ترک کردی اور لاہور آکر احسان دانش کے رسالہ "گنجینۂ اردو" میں نائب مدیر ہوگئے۔ دو سال بعد رسالہ بند ہوگیا تو کوآپریٹو میں ملازم ہوگئے۔ ۱۹۴۵ء میں قادیان گئے تو حضرت مصلح موعودؓ کی وقف کی تحریک پر لبیک کہا۔ ۱۹۴۶ء میں وقف منظور ہوگیا اور حضورؓ نے آپ کو صحافت کی عملی تربیت کے لئے روزنامہ "انقلاب" کے ایڈیٹر جناب عبدالمجید سالک کے پاس بھجوادیا جہاں آپ دو سال رہے اور قیام پاکستان کے بعد حضورؓ کی خدمت میں تربیت مکمل ہونے کی رپورٹ کی۔ حضورؓ نے آپ کو اپنا پریس سیکرٹری مقرر کیا۔ آپ روزنامہ "الفضل" ربوہ اور بعض دیگر اداروں سے بھی منسلک رہے۔ ۱۹۵۲ء میں حضورؓ کی اجازت سے رسالہ "لاہور" جاری کیا۔ لاہور میں آپ کو نمایاں جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی ہے۔ وفات کے وقت جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری امور خارجہ تھے۔

جلسہ ہائے سالانہ پر آپ کو سالہا سال حضرت مصلح موعودؓ کا کلام پڑھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اپنی نظمیں بھی مسحور کن ترنم میں سنایا کرتے تھے۔ جماعتی پروگراموں میں نظم خوانی کا آغاز آپ نے ۱۹۳۹ء میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع سے کیا تھا۔

رسالہ "لاہور" کے مدیر کے طور پر آپ نے خوب صحافتی جوہر دکھائے اور کئی قلمی ناموں سے بھی لکھا۔ ریڈیو پاکستان سے ایک عرصہ تک آپ کے سیاسی تبصرے نشر ہوتے رہے۔ آپ کا منظوم کلام نصف صدی سے زائد جماعتی اخبارات و رسائل کی زینت بنتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ پر سرکاری میڈیا بند کردیا گیا لیکن ملک کے ادبی حلقے آپ کی شاعری کے ہمیشہ معترف رہے۔ آپ کے متعدد شعری مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔

آپ کو ملکی قوانین کے تحت ہر دَور میں کئی مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے بعد بے انتہا مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ کی شخصیت محنت، تنظیم، وقف اور جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستگی اور سچی وفاداری رکھتے تھے۔ ایک نڈر، غیرت مند اور بااصول آدمی تھے۔ کبھی ذاتی مفاد کو ترجیح نہیں دی۔

۱۳؍جنوری ۲۰۰۲ء کی شب آپ لاہور میں بعمر ۸۴ سال انتقال کرگئے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

……✿……✿……✿……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍فروری ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

فکر کی جولانیوں کے، ڈال کر ہاتھوں میں ہاتھ
شعر کی بستی میں اُترا لحنِ داؤدی کے ساتھ
خونِ دل آدھی صدی تک دینا پڑتا ہے یہاں
ہائے! ثاقب زیروی بنتے نہیں ہیں راتوں رات

……✿……✿……✿……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹؍مارچ ۲۰۰۲ء میں مکرم عبدالسمیع نون صاحب اپنے مضمون میں محترم ثاقب زیروی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء کے واقعات کے متعلق جب رسالہ "لاہور" میں روزنامچہ شائع ہوا تو سرگودھا کے مظالم پڑھ کر ایک صاحب نے علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں مدیر اور پبلشر (م۔ش صاحب) کے خلاف مقدمہ دائر کردیا۔ پھر یوں ہوا کہ کسی نوٹس کے بغیر دونوں صاحبان کے بلاضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے گئے۔ اس پر مَیں اور مکرم حافظ مسعود احمد صاحب مجسٹریٹ کے پاس گئے اور بتایا کہ عمداً ایسے حالات پیدا کئے گئے ہیں کہ بلاضمانت وارنٹ جاری کئے جائیں، ہم ملزمان تاریخ مقررہ سے پہلے ہی عدالت میں پیش کردیتے ہیں، آپ ضمانت لے لیں۔ لیکن مجسٹریٹ صاحب یہ جرأت نہ کرسکے۔ مقررہ تاریخ سے ایک روز پہلے دونوں ملزمان ربوہ پہنچے اور حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں واقعات عرض کئے۔ فرمایا: "رات یہیں رہیں، کل مجھے مل کر جانا"۔ اگلی صبح جب حسب ارشاد خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا: "جاؤ، بے فکر رہنا، کچھ بھی نہیں ہوگا"۔

سرگودھا میں مجسٹریٹ صاحب کے رویے کی وجہ سے ہم ڈرے ہوئے تھے۔ بہت ناتوانی کا دَور تھا۔ عدالت کا حال یوں تھا کہ

تمہارا شہر، تمہی مدعی، تمہی منصف
ہمیں خبر تھی ہمارا قصور نکلے گا

جب ہم عدالت پہنچے تو بار روم میں ملک محمد اقبال صاحب نظر آئے جو ایک سینئر ایڈووکیٹ اور مسلم لیگ کے گولڈ میڈلسٹ تھے۔ انہوں نے ثاقب زیروی صاحب اور م۔ش صاحب کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیوں آئے ہیں؟۔ جب حالات بیان کئے تو انہوں نے اُسی وقت مستغیث کو بلاکر کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ دو پرانے مسلم لیگیوں اور اس بے نظیر نعت گو کے خلاف مقدمہ درج کردیا ہے، ابھی مقدمہ واپس لو۔ پھر وہ ڈسٹرکٹ کونسل میں مجسٹریٹ مذکور کی کچہری میں خود ساتھ گئے اور مقدمہ اُسی وقت خارج کرواکر واپس آئے۔ پھر بار روم میں چائے کا دَور چلا اور وکلاء نے ثاقب صاحب سے نعتیں سنیں۔

مضمون نگار مزید بیان کرتے ہیں کہ جب ثاقب صاحب نے ایک جلسہ سالانہ پر وہ نظم پڑھی جس میں آندھی کی طرح اٹھنے والوں کا گرد کی صورت بیٹھنے کا ذکر تھا تو ملک محمد اقبال صاحب نے خواہش کرکے مجھ سے ٹیپ منگوائی اور بار روم میں سارے وکلاء کو اکٹھا کرکے سنوائی۔ پھر فرمایا کہ جو بات مسلم لیگی اپنے جلسوں میں گھنٹے لگاکر بیان کرتے ہیں وہ ثاقب صاحب نے چند منٹوں میں بیان کردی ہے۔

……✿……✿……✿……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍مئی ۲۰۰۲ء میں محترم ثاقب زیروی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم حمیداللہ ظفر صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب کشف بزرگ تھے اور والدہ بھی شب زندہ دار خاتون تھیں۔ اس ماحول میں آپ نے پرورش پائی اور جوانی میں ہی اپنے ربّ سے راز و نیاز کیا کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے زمانہ میں ایک بار غنودگی میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ تیرا اگلا دَور پہلے سے بہتر ہوگا۔ آپ نے اپنے والد صاحب کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر خداتعالیٰ نے ہمیں شہادت نصیب کی تو ہماری دنیاوی زندگی سے اگلی زندگی بہتر ہوگی اور اگر زندہ رہے تو بھی پہلی زندگی سے بہتر زندگی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

جب قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیرمسلم قرار دیا تو چیف سیکرٹری پنجاب نے ایک دعوت افطار میں مکرم ثاقب صاحب کو بھی مدعو کیا۔ آپ نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ آپ کی اسمبلی نے تو ہمیں غیرمسلم قرار دیدیا ہے اور آپ نے مجھے دعوت افطار میں مدعو کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ مَیں نے سوچا کم از کم ایک تو روزہ دار بلالوں تاکہ اسے دعوت افطار کہا جاسکے۔

بھٹو دَور میں "لاہور" رسالہ میں "روزنامچہ" لکھنے پر جب ثاقب صاحب اور م۔ش صاحب کے خلاف ایک مقدمہ دائر ہوا تو ایک دن دونوں کو پکڑ کر تھانہ لے جایا گیا۔ جب رات ہوگئی تو تھانہ دار نے کہا کہ تھانہ کی عمارت زیرتعمیر ہونے کی وجہ سے آپ دونوں کو رات نہیں رکھا جاسکتا لیکن آپ صبح نوبجے آجائیں تو ہم گرفتاری ڈال دیں گے۔ م۔ش صاحب نے ثاقب صاحب سے کہا کہ حکومت ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اس لئے لگتا ہے تین چار ہفتے ضمانت نہیں ہوسکے گی۔ چنانچہ وہ رات آپ نے اپنے رسالہ کے تین چار پرچے تیار کرنے میں گزار دی اور سحری کے وقت خداتعالیٰ کے حضور کھڑے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا کہ گرفتاری نہیں ہوگی۔ صبح جب م۔ش صاحب اپنے کپڑے وغیرہ لے کر آپ کے ہاں پہنچے تو آپ بغیر کسی سامان کے ساتھ چل پڑے۔ انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ کو کوئی خواب آئی ہے۔ آپ نے کہا کہ خواب نہیں آئی، ڈائریکٹ ڈائلنگ ہوئی ہے اور مَیں اپنے ربّ پر بداعتمادی نہیں کرسکتا۔ تھانہ جانے سے قبل یہ اپنے پریس پہنچے کہ چائے پی کر چلتے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں وہاں وکلاء مٹھائی کا ڈبہ لے کر پہنچے کہ ہم تھانہ سے ہوکر آئے ہیں۔ SHO نے بتایا ہے کہ انہیں فون آگیا ہے کہ گرفتار نہیں کرنا۔

حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی وفات پر خلافت رابعہ کے انتخاب سے ایک رات پہلے محترم ثاقب صاحب دارالضیافت ربوہ میں نفل پڑھ رہے تھے کہ ایک بلند آواز آئی: "ابن مریم آرہا ہے"۔ آواز اتنی بلند تھی کہ آپ نے کھڑکی کھول کر دیکھا کہ شاید باہر کوئی آواز دے رہا ہے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت آپ کا سرمایہ حیات تھی۔ ایک بار آپ نے ذکر کیا کہ صدر ضیاءالحق کی بیگم نے ایک محفل نعت میں آپ کو وفاقی سیکرٹری کے ذریعہ مدعو کیا تھا کہ آکر نعت پڑھیں۔ نعت گوئی میں آپ نے ایک نمایاں مقام پیدا کیا تھا۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

یہ میرا دل جسے دنیا بھی دل ہی کہتی ہے
یہ اک جام ہے یثرب کے بادہ خانے کا

……………………

ضیائے روئے محمدؐ کی اِک جھلک ثاقب
مجھے نصیب ہو دل کی شگفتگی کے لئے

جب جماعت احمدیہ کو غیرمسلم قرار دیا گیا تو آپ نے یوں احتجاج کیا

مَیں فدائے دین ہدیٰ بھی ہوں، درِ مصطفیٰ کا گدا بھی ہوں
میری فرد جرم میں درج ہو میرے سر پہ ہے یہ گناہ بھی

خلافت احمدیہ سے محبت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ۱۹۳۹ء کے بعد سے آپ جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعودؓ کی نظم پڑھا کرتے تھے۔ یہ نظم جلسہ سے قبل ڈاک کے ذریعہ آپ کو بھجوادی جاتی۔ جب حضورؓ بیمار ہوئے تو آپ نے اپنی جو نظم جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھی اس کے چند اشعار ہیں:

تجھ کو دیکھا تو مرے دل کو قرار آ ہی گیا
تیری بیمار نگاہوں میں بھی برکت کیا ہے
تیری دہلیز پہ جھک جھک کے دعائیں مانگوں
اس سے بڑھ کر مجھے طاقت مجھے قدرت کیا ہے
ساری دنیا کے مریضوں کو شفا دے یاربّ
آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے

حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے ساتھ بھی

بہت قربت کا تعلق تھا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ ایسا دلی تعلق تھا کہ ایک بار جب ثاقب صاحب کی والدہ اپنی وفات سے چند سال قبل جب ایک بار شدید بیمار ہوئیں اور آپ نے حضور انور کو لندن میں اطلاع دینے کے لئے فیکس لکھی تو یہ سوچ کر پھاڑ دی کہ اس سے حضور کو تکلیف ہوگی۔ دوسرے روز ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ شاید مریضہ کا آخری وقت ہے۔ آپ نے پھر فیکس لکھی مگر یہ سوچ کر پھاڑ دی کہ حضور کو تکلیف ہوگی، اگر خدا کی یہی مرضی ہے تو صبر کرلیں گے۔ چند روز بعد حضور ایدہ اللہ کا خط ثاقب صاحب کو ملا کہ "تم خواب میں ملے ہو اور کہہ رہے ہو کہ والدہ کی طبیعت خراب ہے، یہ وقت تھا۔ مَیں نے یہ یہ دعائیں کی ہیں، اب بتاؤ ان کا کیا حال ہے"۔ آپ نے جواباً لکھا کہ یہ تو سنا تھا کہ خط لکھ دیا اور دعا شروع ہوگئی لیکن یہ نہیں سنا تھا کہ خط بھی نہیں لکھا اور دعا ہوگئی۔ فرمایا: یہ تو تعلق کی بات ہے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹؍مارچ ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک اَور نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

بات کرتے ہیں مگر باچشم نم
اہل دل ، اہل ہنر ، اہل قلم
جبر کے ادوار میں جرأت کے ساتھ
تھامے رکھا پرچم لوح و قلم
حق سے کوئی باز رکھ سکتا نہ تھا
مصلحت ، جور و ستم ، جاہ و حشم

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

محترم ثاقب زیروی صاحب کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خانصاحب کے تفصیلی مضمون (روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ و ۱۸؍جولائی ۲۰۰۲ء) میں شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار سے محترم ثاقب صاحب نے بیان فرمایا کہ آپکی جوانی کے زمانہ میں ہی آپکی والدہ محترمہ نے نصیحت کی تھی کہ آپ اپنی شاعرانہ استعداد کو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے ایمان افروز واقعات اور تعلیمات کو منظوم کرنے میں لگاؤ۔ چنانچہ آپ کا پہلا مجموعہ کلام "دور خسروی" جو قادیان سے شائع ہوا، اسی نصیحت کا نتیجہ تھا۔ اس مجموعہ کلام کا نام آپ نے "شاہنامہ احمدیت" رکھا تھا جو حضرت مصلح موعودؓ نے تبدیل فرمادیا۔

محترم ثاقب صاحب کے استاد جناب عبدالمجید سالک صاحب لکھتے ہیں: "ثاقب کی تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی، اُن کی طبیعت میں شرافت و سعادت، شرم حضوری اور دیانت فکر و عمل کی بنیادیں گہری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں نوجوانی اور جوانی کے دونوں زمانوں میں کبھی نفسی بے راہروی یا فکری آوارگی کا شکار نہیں ہونا پڑا اور وہ ہمیشہ ایک بندھے ٹکے اسلوب زندگی پر کاربند رہے ہیں۔ چنانچہ اُن کی شاعری کو دیکھئے، فکر میں جدت تو ہے ابتذال نہیں، دین اور حمیت دین تو ہے ملائیت نہیں، عشق تو ہے لیکن فسق کا شائبہ تک نہیں، غریبوں کی مصیبتوں پر آنسو ہیں، موجودہ نظام عدم مساوات کے خلاف طیش ہے لیکن کمیونزم نہیں۔ یہی اعتدال کا راستہ اور صراط مستقیم ہے اور مجھے ہرگز اندیشہ نہیں کہ اب ثاقب اپنی ادبی زندگی کے کسی موڑ پر بھی اس صراط مستقیم سے گمراہ ہوں گے"۔

محترم ثاقب صاحب بہت عبادت گزار شخصیت تھے۔ آپ نے ایک مکتوب میں مجھے لکھا: "رات آپ سے خواب میں ملاقات ہوئی تو مَیں نے عرض کیا کہ آپ رکوع و سجود میں تین دفعہ کی بجائے سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پانچ دفعہ پڑھا کریں۔ نہیں معلوم اس بات کا کیا محل تھا؟ شائد اس لئے کہہ دیا کہ یہ میرا معمول ہے۔"

محترم ثاقب صاحب محنت کے عادی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے گیارہ گھنٹے مسلسل لکھنے کا تجربہ تو ہے۔ ایک روز بتایا کہ مَیں رات دس بجے تک گھر میں مختلف احباب سے گفت و شنید کرتا ہوں کیونکہ باخبر رہنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے اور اس کے بعد لکھنے کا کام کرتا ہوں جو عموماً فجر تک جاری رہتا ہے اور پھر نماز پڑھ کر سوتا ہوں۔

جناب خواجہ ناظم الدین جو پاکستان کے دوسرے وزیراعظم بنے، ثاقب صاحب سے بہت التفات سے پیش آتے تھے۔ لاہور میں ہونے والے ایک مشاعرہ میں وہ مہمان خصوصی تھے جب ثاقب صاحب سے انہوں نے اُسی مشاعرہ میں وہ نظم تین مرتبہ سنی جو آپ نے اپنے ایک دوست کے جامِ مَے پیش کرنے کے جواب میں کہی تھی اور اپنے مخصوص انداز میں پڑھی تھی۔ اس نظم کا ایک بند یوں تھا:

یہ رنگ چھوڑ چھاڑ کر، یہ جام توڑ تاڑ کر
یہ نقش سب بگاڑ کر، یہ میکدے اجاڑ کر
نئی زمیں بناؤں گا، نیا جہاں بساؤں گا

محترم ثاقب صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک بار خواجہ صاحب نے ڈھاکہ میں عظیم الشان مشاعرہ کا اہتمام کیا جس میں مجھے اپنے مہمان کے طور پر بلایا۔ بعد ازاں گرانقدر مشاہرہ پیش کیا۔ پھر میری چند چیزیں خریدنے کی خواہش پر اپنا ایک آدمی ساتھ بھیجا جسے ہدایت دی کہ جو چیز مَیں خریدوں بالکل وہی چیز اُن کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کے لئے بھی خریدی جائے۔ جب مَیں نے واپس آکر یہ چیزیں حضورؓ کی خدمت میں پیش کیں تو حضورؓ نے حیرت سے فرمایا: "میری تو خواجہ صاحب سے ایسی کوئی واقفیت نہیں"۔ مَیں نے عرض کیا: "خواجہ صاحب کو تو آپ سے واقفیت ہے!"۔

آپ اس قدر دینی غیرت رکھتے تھے کہ ۱۹۸۴ء میں جب ایوان صدر سے سیکرٹری کا فون آیا کہ آپ کے امتیازی کام کی وجہ سے آپ کو صدر خصوصی تمغہ اور مراعات سے نوازیں گے تو آپ نے اُس تقریب میں جانے سے صاف انکار کردیا۔ آپ کو بتایا گیا کہ آپ کا نام فہرست میں چھٹے نمبر ہے جو ایک امتیازی بات ہے۔ لیکن آپ نے پھر جواب دیا کہ مجھے اس تقریب میں آنے کی ضرورت نہیں۔

آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ضیاء الحق نے مجھے تین بار دعوت دی ہے کہ میرے پاس آؤ، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مَیں نے جواب بھجوایا کہ مَیں کوئی عہدیدار یا نمائندہ نہیں ہوں، اس لئے میرے ساتھ کوئی مصلحت آمیز بات نہیں ہوسکتی۔ باقی رہی جماعت تو وہ کبھی تمہارے در پر نہیں آئے گی۔

بھٹو دَور میں جب "روزنامچہ" لکھنے پر تھانیدار نے تھانہ میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی گرفتاری ایک رات کے لئے ملتوی کردی اور اگلے روز اُسے فون آگیا کہ گرفتار نہیں کرنا تو آپ واپس اپنے دفتر پہنچے۔ کسی نے بتایا کہ حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ کا ڈرائیور کئی بار آپ کے دفتر کے چکر لگا چکا ہے۔ کچھ دیر میں وہ پھر آیا اور کہا کہ رات کا کھانا آپ چودھری صاحب کے ساتھ کھائیں گے اور مَیں آپ کو لے جاؤں گا۔ شام کو جب آپ حضرت چودھری صاحبؓ کی کوٹھی پہنچے تو وہ خلاف معمول کمرہ سے باہر بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ دیکھتے ہی آپ کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مَیں رات بھر سو نہیں سکا اور دعا کرتا رہا۔ حضرت چودھری صاحبؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

محترم ثاقب صاحب فرماتے تھے کہ جب ۱۹۷۴ء میں ہونے والے خونچکاں مظالم کو اکٹھا کرکے چھان پھٹک کرلی اور ترتیب دے لی تو اس کا کوئی عنوان ذہن میں نہیں آرہا تھا۔ رات خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تشریف لائے ہیں اور دریافت فرماتے ہیں: "کیا وہ روزنامچہ مکمل ہوگیا؟"۔ چنانچہ یہی عنوان طے پایا۔

بلوچی رئیس جناب میر جعفر خان جمالی کے دو صاحبزادے لاہور میں زیر تعلیم تھے اور محترم ثاقب صاحب کی شاعری کے قدردان تھے۔ ایک بار انہوں نے اپنے ہاں ہونے والی ایک سالانہ تقریب پر آپ کو بھی مدعو کیا تو وہاں میر جعفر خان جمالی سے آپ کا اخوت کا تعلق قائم ہوگیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں کامیابی کے بعد بھٹو حکومت کی طرف سے آپ کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ جمالی برادران کو پیپلز پارٹی میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ آپ کے کہنے پر دونوں صاحبزادگان پیپلز پارٹی میں شامل ہوگئے اور ایک بیٹے جناب تاج محمد جمالی کو بھٹو نے وزیر بھی بنالیا۔ ۱۹۷۴ء میں جناب تاج محمد جمالی لاہور میں ایک شادی کی تقریب کے بعد آپ سے بھی ملنے آئے۔ بھٹو کو اس کا علم ہوا تو اُن سے بہت ناراض ہوئے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مَیں اس بات سے رُک نہیں سکتا کیونکہ یہ بات ہمارے والد کے وصیت نامہ میں درج ہے کہ ثاقب میرا بھائی ہے اور وہ خاندان کے اہم معاملات میں فیصلہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ آپ کی کابینہ میں مجھے لانے والے یہی لوگ تو ہیں ورنہ مَیں آپ کی پارٹی اور کابینہ میں کیوں شامل ہوتا۔

۱۹۸۵ء میں ایک روز محترم ثاقب صاحب نے مضمون نگار سے کہا کہ اب مجھے لکھنے کا شوق نہیں، بہت لکھا ہے لیکن کچھ اصول اور وضعداری بھی ہوتی ہے۔ "لاہور" کا ایک خاص حلقہ ہے، ان لوگوں کی پسند اور خواہش کا احترام بھی لازم ہے۔

۱۹۶۴ء کے "لاہور" کے پہلے شمارہ کا اداریہ ایسا یادگار تھا جسے بعد میں روزنامہ "نوائے وقت" کے مجید نظامی صاحب نے ایک خوبصورت نوٹ کے ساتھ اپنے اخبار میں بھی شائع کیا اور ثاقب صاحب کو "درویش صفت صحافی" کا خطاب دیا۔

محترم ثاقب صاحب کی وفات کے بعد ۱۸؍مارچ ۲۰۰۲ء کے اخبار "نوائے وقت" میں ایک صحافی جناب محمد شریف فاروق صاحب کا ایک مضمون آپ کے بارہ میں شائع ہوا جس میں وہ لکھتے ہیں:

"ان کا پہلا عوامی تعارف قیام پاکستان کے بعد انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ سے ہوا۔ اس کی صدارت گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے کی۔ یہ دَور بھارت سے ہزاروں لاکھوں لٹے پٹے اور کٹے پھٹے مہاجرین کی بے محابا آمد کا تھا۔ ان میں غالب اکثریت ان لوگوں کی تھی جو بری طرح تباہ حال تھے۔ ثاقب زیروی نے چھوٹی بحر میں ایک دل ہلا دینے والی نظم پڑھی۔ ثاقب مرحوم کی سحر انگیز آواز اور ترنم نے پورے مجمع کو مسحور کرکے رکھ دیا۔ پورا مجمع گوش بر آواز اور ان کی آواز کی جادوگری کا شکار تھا...... ایک گوشہ نشین شاعر ثاقب زیروی نے منظر عام پر آکر قیامت بپا کردی...... اگلے روز پورے لاہور میں ثاقب کی نظم کا طوطی بول رہا تھا۔ تمام لاہور میں دھوم مچ گئی۔ دھوم مچنے کا مطلب تمام پاکستان گوش بر آواز ہوگیا۔ یہ نظم اضطراب انگیز دَور کی سچی عکاس تھی۔"

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸؍جولائی ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت جناب راغب مراد آبادی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

شمعِ حبِّ احمدؐ مرسل ہے دل میں ضَو فگن
بے نیازِ دولتِ دنیا ہیں ثاقب زیروی
جملہ اصناف سخن میں شعر گوئی کی مگر
نعت میں بھی مثل آپ اپنا ہیں ثاقب زیروی
حرفِ حق کہنے سے باز آجائیں ممکن ہی نہیں
نرغۂ اعداء میں گو تنہا ہیں ثاقب زیروی
نعت گوئی ہی کا اے راغب یہ اِک اعجاز ہے
وارثِ فکرِ فلک پیما ہیں ثاقب زیروی

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے سہ ماہی "النداء" مارچ تا جون ۲۰۰۲ء میں محترم ثاقب زیروی صاحب کے بارہ میں مکرم سعید احمد مجید صاحب کے مضمون میں محترم ثاقب زیروی صاحب کے بارہ میں معروف شاعر احمد فراز صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے: "ثاقب زیروی جیسے لوگ محض شخصیتیں نہیں تہذیبیں ہوا کرتی ہیں۔ ان کو سنبھالے رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ ایسی شخصیات ہیں کہ جن کے بارہ میں یہ شعر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ چند شمعیں ہیں ان کے گرد حلقہ کرکے بیٹھ جاؤ تاکہ کچھ تو روشنی ان سے حاصل ہوتی رہے"۔

نامور کالم نگار، شاعر، ادیب، صحافی، دانشور جناب منو بھائی کہتے ہیں: "جب دلوں کی آرٹریز سکڑ رہی ہوں اور معاشرہ کی رگوں میں اندھیرا اُتر رہا ہو، ایسے دَور میں ثاقب زیروی جیسے لوگ روشنی کی کرن ہوتے ہیں"۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
01/11/2002 – 07/11/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Friday 1st November 2002
01 Nabuwat 1381
25 Sha'aban 1423

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01:00	Yassarnal Qur'an: Programme No. 40
01:30	Majlis-e-Irfan: Rec: 11.08.01 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02:20	MTA Sports: Kabadee tournament, semi-finals between Rabwah and Faislabaad.
03:15	Around the Globe: Documentary Topic: 'The fatal collision of the cedarville'.
04:15	Seerat-un-Nabi: programme No. 70 Discussion on the life of Prophet Muhammad.
05:00	Homoeopathy Class: Series of lectures. Class No. 100
06:20	Tilaawat, MTA News
06:45	Liqaa Ma'al Arab: Session No. 348 Rec: 26.11.97
07:45	Saraiki service: Discussion on 'Seerat-un-Nabi' Programme No. 21
08:35	Majlis-e-Irfaan: Rec: 11.08.01 ®
09:25	Ta'aruf: Presentation of MTA Pakistan Interview with Aseeran from 'Nokoat'.
10:20	MTA Indonesian service.
11:20	Seerat-un-Nabi: Programme No. 70 ®
12:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News
13:00	Friday Sermon: From the Fazal Mosque, London by Hadhrat Khalifatul Masih IV.
13:15	Jalsa Salana 2002: Speech delivered by Nawab Mansoor Ahmad Khan in Australia.
14:00	Mulaqaat: Sitting with Bengali guests.
15:05	Friday sermon: ®
15:20	Seerat Sahaba Rasool: Topic: 'A companion of the Holy Prophet Muhammad (saw) - Hadhrat Anas Malik (ra)'.
16:05	French service: Production of MTA France
17:05	German service: Presentation of MTA studios
18:10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 348 ®
19:10	Arabic service: Various programmes in Arabic.
20:10	Yassarnal Qur'an: Correct Pronunciation by Qari Muhammad Ashiq Sahib. Programme No. 40
20:30	Majlis-e-Irfan: Rec: 11.08.01 ®
21:25	Friday sermon: ®
21:40	Jalsa Salana 2002: ®
22:25	Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet.
22:40	Homeopathy class: class No. 100 ®

Saturday 2nd November 2002
02 Nabuwat 1381
26 Sha'aban 1423

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
00:50	Yassarnal Qur'an: programme No. 1 Correct pronunciation of the Holy Qur'an.
01:20	Q/A Session: By Hadhrat Khalifatul Masih IV with English speaking friends.
02:20	Kehkashaan: Urdu language Topic: 'How to welcome fasting'. Hosted by: Meer Anjum Parvez
03:00	Urdu class: Session No. 478 with Hadhrat Khalifatul Masih IV.
04:15	Anwar-ul-Aloom: Quiz programme No. 5. Presentation of MTA Studios, Pakistan.
05:00	Mulaqaat: Sitting with German guests. Rec: 26.02.00
06:05	Tilawaat: Recitation byQari Muhammad Ashiq
06:10	MTA News: In English, Urdu and Bengali.
06:30	Liqaa Ma'al Arab: Session No. 349 Rec: 27.11.97
07:30	French Service: Classe des Enfants.
08:20	Dars-ul-Qur'an: session No. 15 Rec: 27.01.97
10:05	Indonesian service: Variety of programmes
11:15	Kehkashaan: Topic: 'How to welcome fasting'.
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12:50	Urdu class: Session No. 478 ®
14:00	Bangla Shomprochar: Variety of programmes Presentation of MTA Studios, Bangladesh
15:00	Children's class: Rec: 02.11.02
16:50	French Service: Classe Des Enfants.
16:55	German Service: Various Programmes.
17:55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 349 ® Rec: 27.11.97
18:55	Arabic service: Various programmes in Arabic.
19:55	Yassarnal Qur'an: session No. 1®
20:25	Q/A session: By Hadhrat Khalifatul Masih IV.
21:25	Children's Class: Rec: 02.11.02 ®
22:25	Mulaqaat: German speaking guests Rec.26.02.00
23:20	Quiz Anwar-ul-Aloom: Programme No. 5

Sunday 3rd November 2002
03 Nabuwat 1381
27 Sha'aban 1423

00:05	Tilaawat, Seerat-un-Nabi, News.
01:00	Children Class: With Huzoor. Rec: 16.06.01 Part 1
01:30	Q/A with Huzoor and Urdu speaking guests. Rec: 01.09.00
02:50	Discussion: Based on four small books.
03:10	Friday Sermon: ®
04:20	Tehrik-e-Ahmadiyyat: Quiz Programme No. 36
05:00	Hazoors Mulaqaat with Young Lajna.
06:05	Tilaawat, MTA International News.
06:40	Liqaa Ma'al Arab session No. 350
07:40	Spanish Service: Translation of Huzoor's Friday Sermon. Rec: 20.02.98
08:45	Moshaa'irah: Recital of poetry.
09:40	Tehrik-e-Ahmadiyyat: Programme No. 36 ®
10:20	Indonesian Service: Various Items
11:20	Discussion: based on four small books. ®
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
13:00	Majlis-e-Irfaan: Session in Urdu
14:00	Bangla Shomprochar: Various items
15:05	Mulaqaat with Hazoor and Young Lajna ®
16:05	Friday Sermon: ®
17:05	German Service: Various Items
18:10	Liqaa Ma'al Arab: Session No: 350 ®
19:10	Arabic Service: Various Items.
20:10	Children's Class with Huzoor ®
20:40	Q/A with Huzoor: Rec: 01.09.00 ®
22.05	Moshaa'irah: Poetry recital ®
22:55	Hazoor's Mulaqaat with Young Lajna.

Monday 04th November 2002
04 Nabuwat 1381
28 Sha'aban 1423

00:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
01:00	Kudak: Children's programme No: 33.
01:35	Q/A Session with English speaking guests. Rec: 30.11.97
02:20	Ruhaani Khazaa'en: a quiz in Urdu. On the books of Hadhrat Masih Maud (AS).
03:05	Urdu Class: With Huzoor. Programme No. 479
04:15	Learning Chinese with Usman Chou.
05:00	Rencontre Avec Les Francophones: Q/A with Huzoor and French speakers.
06:05	Tilaawat, MTA News.
06:30	Liqaa Ma'al Arab: Sitting with Arabic speaking guests. Rec: 03.12.97
07:35	Book reading by Usman Chou from 'Islam among other religions.'
08:00	Spotlight: Speech on 'Ramadhan and the Qur'an.'
08:45	Q/A Session: Huzoor and English Speaking friends. Rec: 12.03.97
09:40	Khutabaat-e-Imam: Quiz Programme
10:10	Indonesian Service: Various Items
11:10	Safar Ham Nay Kiyaa: A visit to 'Wadi Chitraal, Pakistan.'
12:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
12:50	Urdu Class: Lesson No.479 ®
14:00	Bangla Shomprochar: Various Items
15:05	Rencontre Avec Les Francophones: ®
16:05	French Service: Various Items
17:05	German Service: Various Items
18:05	Liqa Ma'al Arab: Session No.351 ®
19:10	Arabic Service: Various Items
20:10	Kudak: Children's Programme ®
20:40	Q/A Session: ®
21:35	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
22:20	Rencontre Avec Les Francophones: ®
23:20	Safar Ham Nay Kiyaa: visit to 'Wadi Chitraal, Pakistan.' ®

Tuesday 5th November 2002
05 Nabuwat 1381
29 Sha'aban 1423

00.05	Tilawat, Dars-e-Hadith, News.
00:55	Children's Corner: Education programme based on the Waqfeen-e-Nau syllabus.
01:30	Ilmi Khatabaat: Urdu speech on the topic of 'Trust in Allah'.
02:30	Medical Matters: 'Neck and shoulder pains'. Hosted by Dr Mujeeb ul Haq Khan.
03:10	Around The Globe: 'A journey through the solar system.'
04:15	Lajna Magazine: Programme No: 36
05:00	Bengali Mulaqaat: With Huzoor. Rec: 27.08.02
06:00	Tilawaat, MTA News
06:30	Liqa Ma'al Arab: Session No:353. Rec: 09.12.97
07:30	MTA Sports: Football Match between Rabwah and Sargodah
08:15	Spotlight: An Urdu speech. Topic: 'The importance of reading the Holy Qur'an'.
08:40	Dars-ul-Qur'an: Session No. 16 Rec: 28.01.97
10:15	Indonesian Service: Various Items
11:15	Medical Matters: 'Neck and shoulder pain' ®
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
12:55	Q/A Session with Huzoor and English speaking friends.
13:55	Bangla Shomprochar: Various Items.
15:00	German Mulaqaat: With Huzoor
16:00	French service: Learning French Session No. 33.
16:30	French Service: Various programmes in the French Language.
17:00	German Service: Various Items.
18:05	Liqaa Ma'al Arab: Session No.353 ®
19:05	Arabic Service: Various Items.
20:05	Children's Corner: ®
20:35	Ilmi Khitabaat: Speech ®
21:15	Safar Hum Nay Kiya: Documentary. ®
21:40	Around The Globe: 'The Solar System.' Part (
22:40	From The Archives: Friday Sermon. Rec: 15.04.88

Wednesday 06th November 2002
06 Nabuwat 1381
01 Ramadhan 1423

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
01:00	Dars-ul-Qur'an: Programme No. 1 Rec: 31.12.97.
02:35	Hamaari Kaa'enaat: By Syed Tahir Ahmad, No.33.
03:15	Urdu Class: With Huzoor Class No. 480.
04:20	Seerat-un-Nabi: Speech in Urdu.
05:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith.
05:30	Let's Talk About Ramadhan: Giving an understanding about the Holy month of Ramadhan.
06:00	MTA News
06:30	Liqaa Ma'al Arab: Session No. 354
07:35	Swahili Service: Selected sayings of the Holy Prophet(saw).
08:30	Reply To Allegations: By Huzoor. ®
09:35	Indonesian Service: Various Items.
10:35	Safar Hum Nay Kiya: Journey from Rabwah to Margazar, Pakistan.
11:00	Dars-ul-Qur'an: session No 1. ®
12:30	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
13:25	Urdu Class: With Huzoor. ®
14:35	Bangla Shomprochar: Variety Items.
15:35	Tilaawat, Dars-e-Hadith
16:00	Lets Talk About Ramadhan: ®
16:30	Rencontre Avec Les Francophones: Rec: 14.08.00
17:35	German Service: Various Items.
18:40	Liqaa Ma'al Arab: Prog No.354 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV.
19:40	Arabic Service: Various Items.
20:40	From The Archives: F/S Rec: 15.04.97
21:30	Dars-ul-Qur'an: ®
23:00	Hamaari Kaa'enaat: ®
23:30	Safar Hum Nay Kiya: ®

Thursday 07th November 2002
07 Nabuwat 1381
02 Ramadhan 1423

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:00	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of the Qur'anic verses. Session No. 2. Rec: 01.01.98.
02:30	Waaqifeen-e-Nau: An educational and entertaining programme for children.
03.00	Canadian Horizon: Class No. 45
04:00	Al Maa'idah: Cookery Programme.
05:00	Tilaawat
05:10	Seerat-un-Nabi (saw): Discussion on the life of the Holy Prophet. Programme No. 30
06:05	Tilaawat, MTA News
06:30	Liqa Ma'al Arab: Session No.347 With Hadhrat Khalifatul Masih IV.
07:30	Sindhi Service: Stage show by Atfal-Ul-Ahmadiyya, Meerpur Khaas.
08:00	Sindhi Service: Al maa'idah, a cookery programme.
08:25	Q/A Session: With Hadhrat Khalifatul Masih IV. Rec: 20.10.94
09:25	Indonesian Service: Various items.
10:25	MTA Travel: 'An American journey-Grand Canyon.'
11:00	Dars-ul-Qur'an: Session No. 2 ®
12:35	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
13:25	Q/A Session: Rec: 29.09.95. ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV.
14:25	Bangla Shomprochar: Translation of Friday Sermon dated 17.01.97.
15:30	Tilaawat, Seerat-un-Nabi
16:30	French Service: Various items.
17:30	German Service: Various items.
18:30	Liqa Ma'al Arab: With Hadhrat Khalifatul Masih IV. ®
19:30	Arabic Service: Daily items.
20:30	Al Maa'idah: Cookery programme.
21:30	Dars-ul-Qur'an: ®
22.45	MTA Travel: An American journey-Grand Canyon.' ®
23.15	Q&A Session: Rec:20.10.94

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8875 1285
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, November 01, 2002 | Issue No. 44

جماعت احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) میں

جلسہ ہائے یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

(مرتبہ :سید حنیف احمد ـ مبلغ سلسلہ سیرالیون)

۲۷ رمئی یوم خلافت جماعت احمدیہ میں خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کا ظہور جماعت کو دکھایا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قدرت ثانیہ کے دوسرے ظہور کے شیریں پھل کھا رہی ہے۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں ایمانوں کو تازہ کرنے کے لئے ہر سال منایا جاتا ہے۔ سیرالیون میں بھی اس دن کی یاد میں جلسہ ہائے یوم خلافت منائے گئے۔

میل۹۱ (Mile 91)

میل ۹۱ جماعت میں اس جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر میں خلافتِ راشدہ کا ذکر کیا گیا۔ خلافت کی برکات پر تقریر کرتے ہوئے مکرم ہارون جالو مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ یہ خلافت ہی کی برکت ہے کہ جماعت احمدیہ ۱۷۵ رممالک میں موجود ہے اور سب خلیفۃ المسیح کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے جو احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہوا ہے۔ یہ پروگرام دو گھنٹے جاری رہا۔ آخر میں سوال وجواب کی ایک مجلس ہوئی۔ جلسہ کی کل حاضری ۱۵۰ رہی۔

سیمبے ہون

۲۷ رمئی کو سیکنڈری سکول اور پرائمری سکول کے طلباء مشن ہاؤس کی عمارت کے سامنے اکٹھے ہوئے اور لائنیں بنا کر ہاتھوں میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور احمدیت زندہ باد کے بینرز لئے، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرتے ہوئے کورٹ باری پہنچے۔ یوم خلافت کے اس جلسہ کے چیئر مین چیفڈم سپیکر تھے۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی ۔ بعد میں انگریزی زبان میں آیات کا ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم پرنسپل صاحب احمدیہ سیکنڈری سکول سیمبے ہون نے مہمانوں اور اماموں کا تعارف کروایا۔ چیف امام محمد سانکو صاحب نے قصیدہ "یا عین فیضِ اللّٰہ والعِرفان " اور اس کا مینڈے زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد چیفڈم سپیکر نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ جو خلافت کا نظام بنایا ہے یہ اس کی برکات ہیں۔ اس کے بعد مکرم ضیاء اللہ صاحب ظفر، مبلغ سلسلہ نے "خلافت اور اس کی برکات" کے موضوع پر تقریر کی اور آیت استخلاف کی روشنی میں خلافت کے دور میں آنے والے ابتلاؤں اور خداتعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے فضلوں اور برکات کا ذکر کیا۔ یہ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اس جلسہ کی حاضری ۲۵۰ تھی جن میں دس غیر از جماعت تھے۔

بو (Bo)

بو شہر میں جلسہ یوم خلافت منایا گیا جس میں ۱۵ غیر از جماعت اماموں کو دعوت دی گئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد یوسف صاحب ڈوری مبلغ سلسلہ نے نظام خلافت کی برکات کے موضوع پر تقریر کی ۔ آخر میں الحاجی محمد طورے، ریجنل چیف ایڈوائزر، اسلامک افیئرز جنوبی ریجن نے تقریر کی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے اس بات کو سراہا کہ اس قسم کے جلسے غلط فہمیاں دور کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اس جلسہ کی حاضری ۳۰۹ رہی۔

کینما۔ ٹیلر سٹریٹ فری ٹاؤن،

موایبا اور رمابیلا

اس کے علاوہ کینما، ٹیلر سٹریٹ فری ٹاؤن، موایبا اور رمابیلا میں بھی جلسہ ہائے یوم خلافت ہوئے جن میں احمدی اور غیر از جماعت بھاری تعداد میں شامل ہوئے۔

بروک فیلڈ، فری ٹاؤن

فری ٹاؤن میں ۲۷ رمئی کو نماز مغرب کے بعد مکرم طارق محمود صاحب جاوید امیر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ سیرالیون کی صدارت میں جلسہ یوم خلافت کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو عبدالحمید گمانگا صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں مقام خلافت اور اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے احباب جماعت کو ہمیشہ خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنے، امام وقت کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرنے اور اسلام اور احمدیت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ خلافت کا نظام اس وقت دنیا میں صرف احمدیہ جماعت میں رائج ہے اور اس کے پھلوں سے ساری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے جماعت کو بتایا کہ ایم ٹی اے بھی خلافت کے پھلوں میں سے ایک پھل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو خلافت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے دین و دنیا کی ترقیات عطا فرمائے۔ آخر پر آپ نے دعا کروائی۔ یہ اجلاس ایک گھنٹہ بیس منٹ تک جاری رہا۔

لونگے

لونگے میں یوم خلافت کا یہ جلسہ احمدیہ سیکنڈری سکول کے کمپاؤنڈ میں ہوا۔ جلسہ کی صدارت مسٹر بی۔ بی۔ کمارا نے کی۔ بی۔ بی۔ کمارا صاحب سیرالیون نیشنل فارمرز ایسوسی ایشن کے صدر ہیں اور اس چیفڈم میں ایک اہم شخصیت ہیں۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مسٹر محمد کمارا صاحب نے کی ۔ بعد میں ایک طالب علم نے اس کا ترجمہ انگریزی اور ٹمنی میں پیش کیا۔ مکرم عبدالسلام ولیمز نے صدر جلسہ کا تعارف کروایا۔ مسٹر اے ایم کونٹے صاحب نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کی باتیں سننے سے واضح ہو جاتا ہے کہ احمدی لوگ صحیح اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔

مسٹر محمد ادریس پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول لونگے نے یوم خلافت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ہی امن نصیب ہوگا۔ کیونکہ تاریخ اسلام سے یہ بات واضح ہے کہ خلافت کی وجہ سے مسلمانوں نے ترقی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت خلافت ہی مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکتی ہے۔

اس کے بعد مکرم فواد کانو صاحب مبلغ سلسلہ نے آیت استخلاف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئے تھے لیکن حضرت ابو بکرؓ کی خلافت نے ان کو پھر ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا اور خلافت کے نتیجہ میں مسلمان اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں کے وارث ہوئے ۔ انہوں نے فرمایا کہ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پھر خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔

آپ نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو خلافت احمدیہ کے جھنڈے تلے اکٹھا ہونے کی دعوت دی۔ جلسہ ساڑھے گیارہ بجے دعا پر ختم ہوا۔ اس جلسہ کی حاضری ۴۰۰ تھی۔

کفنچان (Kafanchan) کاڈونا سٹیٹ (نائیجریا) میں

داعیان الی اللہ کے لئے تربیتی کلاس کا انعقاد

(حبیب احمد۔ مبلغ سلسلہ نائجیریا)

داعیان اور نومبائعین کی اس دس روزہ کلاس (منعقدہ ۱۷ راگست تا ۲۹ راگست ۲۰۰۲) میں کل ۱۸ داعیان الی اللہ اور ائمہ مساجد شامل ہوئے۔ تعلیم اور عمر کے لحاظ سے کلاس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور یوں دس طلباء جونیئر کلاس میں اور آٹھ طلباء سینئر کلاس میں شامل ہوئے۔

جونیئر کلاس کے نصاب میں قاعدہ یسرنا القرآن، قرآن مجید ناظرہ، نماز سادہ و باترجمہ اور تاریخ اسلام و احمدیت شامل تھے۔ جبکہ سینئر کلاس کا نصاب منتخب آیات باترجمہ، صحت تلفظ کے ساتھ تلاوت، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، وفات مسیح، صداقت حضرت مسیح موعودؑ اور ختم نبوت کے متعلق دلائل نیز ظہور امام مہدی سے متعلق بعض پیشگوئیاں، جماعت کے مالی نظام اور تنظیموں کا تعارف وغیرہ پر مشتمل تھا۔ نماز عشاء کے بعد مختلف مضامین پر آڈیو کیسٹ سنائی گئیں اور سوال وجواب کا موقع دیا گیا۔

اس کلاس کے لئے خاکسار، معلم مصباح الدین Akintola اور الحاج Abba Abdulla نے اساتذہ کے فرائض انجام دیئے ۔ کلاس میں درس وتدریس کا سلسلہ دو زبانوں انگریزی اور مقامی زبان ہاؤسا میں جاری رہا۔ رہائش اور کلاس کا انتظام احمدیہ مسجد Kafanchan میں کیا گیا تھا۔

دوران کلاس ایک معزز احمدی الحاج ابراہیم Nok جو اپنے علاقہ کے چیف اور ڈسٹرکٹ ہیڈ ہیں نے بھی خطاب کیا اور اس کلاس کی افادیت پر زور دیا۔ اختتامی پروگرام میں مکرم عبدالخالق نیر مشنری انچارج کے ساتھ مولوی محمد امین مربی سلسلہ Minna اور معلم عبدالغنی Obey نے شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر مکرم عبدالخالق نیّر صاحب نے پوزیشن لینے والے طلباء میں انعامات اور سندات تقسیم کیں اور اپنے خطاب میں تمام طلباء کو نصیحت کی کہ جو باتیں آپ نے اس کلاس میں سیکھی ہیں انہیں جا کر دوسروں کو بھی سکھائیں۔ اس موقعہ پر مجلس سوال وجواب بھی ہوئی جس میں ایک غیر از جماعت دوست نے امام مہدیؑ کی آمد سے متعلق بعض امور دریافت کئے جس کے بعد دعا کے ساتھ یہ بابرکت کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھتیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔